فَاتَّبِعُونِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

تم میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا (آل عمران)

ماہنامہ

معارفِ رضا کراچی

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، پاکستان

زیرِ سرپرستی
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم اے - پی ایچ ڈی

مدیرِ اعلیٰ: صاحبزادہ وجاہت رسول قادری
مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
نائب مدیر: اقبال احمد اختر القادری

مشاورت
- علامہ تراب الحق قادری
- الحاج شفیع محمد قادری
- علامہ ڈاکٹر حافظ عبد الباری
- منظور حسین جیلانی
- حاجی عبد اللطیف قادری
- ریاست رسول قادری
- حاجی حنیف رضوی

مشمولات

- قیمت فی شمارہ ــــــ ۱۰ روپیہ
- سالانہ ــــــ ۱۲۰ روپیہ
- بیرون ممالک ــــــ ۱۰ ڈالر سالانہ

رابطہ :- ۲۵، جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی- 74400، پوسٹ بکس نمبر 489
فون :- 021-7725150-7771219، اسلامی جمہوریہ پاکستان (E.mail:marifraza@hotmail.Com)

(پبلشر، مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی-آئی-چندریگر روڈ کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے شائع کیا)

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ
نَحمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الکَرِیمِ

اپنی بات

سید وجاہت رسول قادری

سالہا دل طلب جام وجم از ما می کرد   آنچہ خود درشت ز بیگانہ تمنامی کرد

محترم قارئین کرام .... السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

تاریخ زمانہ ء ماضی کا ایک کھلا باب ہے جس کا ورق ورق پکار پکار کر دعوت فکر و عمل دے رہا ہے اور وہی قومیں سر بلند رہتی ہیں جو اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے سرگرم عمل رہتی ہیں۔

بفضلہ تعالیٰ ہم ایک روشن ماضی و مستقبل اور تابناک تاریخ کے مالک ہیں جس کا سلسلہ صلحائے امت، تابعین اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ہو تا ہوا دنیا کے عظیم ترین رہبر ورہنما ، رب تعالیٰ کے محبوب ترین بندے اور انبیاء ورسل کے امام سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے۔ ایسی روشن تاریخ کا امین اور امام الانبیا سرور دو جہاں ﷺ کا سچا وارث بننے کے لئے ہمیں قرآن و سنت کو ہمیشہ نگاہوں کے سامنے رکھنا ہو گا اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین ذات اقدس ﷺ کی محبت اور اس کی سنت کی روشنی سے اپنے جسم و جان کو منور رکھنا ہو گا اور یہ آسان کام نہیں بقول علامہ اقبال :

اگر گویم مسلمانم ، بلرزم   کہ دانم مشکلات لاالہ را

(ترجمہ :اگر میں کہوں کہ میں مسلمان ہوں تو لرز جاتا ہوں کیونکہ مجھے لاالہ کی مشکلات کا خوبی علم ہے)

ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم علم و حکمت کا گنجینہ اور تا صبح قیامت ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ آئین وفاداری کا تقاضہ یہ ہے کہ ہماری سیرت و کردار اس کتاب ہدایت کے نور سے روشن و تاباں ہو، ہمیں خود اپنے مقام کا عرفان ہونا چاہیے اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو یہ کفران نعمت کا ارتکاب ہو گا اور دنیوی و اخروی خسارا اور رسوائیاں ہمارا مقسوم بن جائیں گی۔

آج بوسینا، چیچینا، فلسطین، کوسووو اور کشمیر کے مسلمانوں پر ظلم و تشدد ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ہم نے اپنے بزرگوں کی روش چھوڑ دی ہے۔ آج ان مذکورہ ممالک میں جذبۂ جہاد کی جو برق دوڑ رہی ہے یہ فیضان اولیاء کرام ہے، صاحب طریقت بزرگوں کی تعلیم و تربیت نے جذبۂ جہاد کو متحرک کرنے میں خاص کردار ادا کیا ہے۔ یہ سلسلہ ء نقشبندیہ ، مجددیہ ، شاذلیہ اور قادریہ اور دیگر سلسلہائے طریقت کے بزرگوں، ان کے وابستگان اور اولاد واحفاد کی برکات ہیں۔ تبلیغ اسلام کے لئے ہمارے بزرگوں کا طرز عمل مجاھدانہ تھا، خانقاہی تربیت نے ان کو جہاں آداب بندگی سکھائے وہیں ان کو محبت رسول ﷺ سے سرشار زندگی بسر کرنے کے سلیقے سے آشنا کیا۔ ان کی زندگیاں سرتاپا جہاد تھیں ، نفس کے خلاف جہاد، برائیوں کے خلاف جہاد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے

دشمنوں کے خلاف جہاد، بارگاہ رسالت مآب علیہ التحیۃ و ثناء کے گستاخوں کے خلاف جہاد، صیہونیت نواز ذہن اور منافقانہ فکر کے خلاف جہاد۔ پچاس پچاس سال پچھتر پچھتر سال یہودیوں، عیسائیوں اور ملحدوں کے زیر نگیں رہنے کے باوجود جذبۂ حب رسول فنا نہیں ہو سکا، اور یہی جذبۂ جہاد کی روح ہے اگر ہمیں ایک زندہ قوم کی حیثیت سے جینا ہے تو عاشق رسول مجاہد بن کر جینا ہو گا، کیوں کہ عاشق صادق کا عالم یہ ہے کہ وہ اپنے آقاؤ مولیٰ علیہ السلام کے حکم اور عزت پر ہی نہیں بلکہ ان کے نام پر بھی اپنا سر کٹانے اور مر مٹنے پر تیار رہتا ہے۔

سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

درحقیقت مردِ مؤمن کی یہی شان ہے بڑے سے بڑے خطرات بھی مرد مومن کو اپنے عزائم کی تکمیل سے نہیں روک سکتے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی (اقبال)

مگر آج ہم پر جمود طاری ہے، ہمارا حال یہ ہے کہ علم دین، قرآن، حدیث اور تصوف سے کچھ شغف نہ رکھنے کے باوجود ہمارے رہبران، سلسلہ ء شدوھدایت کے دعویدار بنتے ہیں اور لوگوں کی گمراہی کا سبب بن رہے ہیں۔

رہنما بننے سے پہلے اپنے اندر وہ خصائل مومنانہ پیدا کیجئے جو اس منصب کیلئے ضروری ہیں۔ ان کے خصائل کا حصول محبت رسول اور ''تذکیہ نفس'' کی درسگاہوں کے بغیر ممکن نہیں یہ بزرگوں کی صحبت، ان کے عقائد، معمولات کے عرفان اور ملفوظات و تصنیفات کے مطالعے کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتے۔

سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے زوال بندہ مومن کا بے زری سے نہیں

''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا'' (پاکستان) گذشتہ ۲۱- سال سے اسی جذبۂ عشق رسول کی فروانی اور اسلاف کرام، صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین⊗ کے علوم روحانی کے ابلاغ کے لئے کوشاں ہے۔ ''معارف رضا ماہنامہ'' کے اجراء کا سبب بھی یہی نیک جذبہ ہے۔ اس میں آپ کو فرمان الٰہی ملیں گے، صاحب الجود والکرم، منبع العلم والحکم، جامع الکلم علیہ السلام کے حکیمانہ حیات بخش ارشادات ملیں گے، سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی، شیخ بہاء الدین نقشبند شیخ شہاب الدین سہروردی، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، مجدد الف ثانی، محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، اعلیٰحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی اور دیگر بزرگان کرام علیہم الرحمۃ و الرضوان کے فرمودات ملیں گے۔ آپ ہم سے تعاون کریں ہم آپ کو آپ سے متعارف کرائیں گے اور ان شاء اللہ دنیائے علم و ادب میں آپ کا تعارف ثابت ہوں گے، آپ کے بزرگوں کی باتیں سنائیں گے، آقا کے کارنامے دکھائیں گے، علم کے چراغ سے آپ کے دلوں میں چراغ جلائیں گے، اپنے بڑوں کی عزت اور بزرگوں سے محبت کریں، ان کی تعلیمات پر خود بھی عمل کریں، اپنی آل اولاد اور دوستوں کو بھی عمل کرائیں ان شاء اللہ آپ اپنے مقام کو پہچاننے لگیں گے اور آپ کو بڑا ماننے والے بھی پیدا ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگوں کے ولولہ انگیز اور ایمان افروز مجاہدانہ حالات زندگی پڑھ کر اپنے حالات سدھارنے کیلئے جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمیں وہی جلال و جمال عطا فرمائے جس کے کبھی ہم اس سر زمین پاک و ہند بلکہ کائنات ارضی پر مالک تھے (آمین)

وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه ونور عرشه سیدنا مولانا محمد واله واصحابه وازواجه وذریّاته واهلبیته اجمعین۔

****

⊗ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

تفسیرِ رضوی

از : اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے لفظ "عبث" کے معنی اور شرع اسلامی میں "حکم عبث" کے اطلاق کے سلسلے میں جو تحقیق پیش فرمائی ہے وہ ایک ایسا شاہکار ہے جو کسی اور محقق یا مفسر کی تصنیف میں اس نظم و ضبط کے ساتھ نہیں ملتا، و نیز اس کے بعد لفظ "عبث" کے تحت جو تنقیح حکم فرمائی ہے وہ بھی لاجواب ہے۔ علماء محققین کیلئے یہ تحقیق و تشریح ایک نادر تحفہ ہے۔ گزشتہ شمارہ میں "عبث" کے ۱۲، معنی اور اقسام کے تحت امام احمد رضا کی تحقیق پیش کی جاچکی ہے اور اب "حکم عبث اور اس کی تحقیق" پیش کی جارہی ہے۔

ترتیب و پیش کش : سید وجاہت رسول قادری

حکم عبث اور اسکی تحقیق

اب تنقیح حکم کی طرف چلئے وباللہ التوفیق، بیان سابق سے واضح ہوا کہ عبث کا مناط فعل میں فائدہ معتد بہا مقصود نہ ہونے پر ہے اور وہ اپنے عموم سے قصد مضر و ارادۂ شر کو بھی شامل تو بظاہر مثل اسراف اس کی بھی دو صورتیں، ایک فعل بقصد شنیع دوسری یہ کہ نہ کوئی بری نیت ہو نہ اچھی۔ رب عزوجل نے فرمایا:

افحسبتم انما خلقنکم عبثا و انا الینا لاترجعون ○(۱)

کیا اس گمان میں ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تم ہماری طرف نہ پلٹو گے۔

علماء نے اس آیہ کریمہ میں عبث کو معنی دوم پر لیا یعنی کیا ہم نے تم کو بیکار بنایا، تمہاری آفرینش میں کوئی حکمت نہ تھی، یوں ہی بے معنی پیدا ہوئے، بیہودہ مرجاؤ گے، نہ حساب نہ کتاب نہ عذاب نہ ثواب، جیسے وہ خبیث کہا کرتے تھے:

ان ھی الا حیا تنا الدنیا نموت ونحیی وما نحن بمبعوثین(۲)

یہ تو صرف ہماری دنیاوی زندگی ہی ہے ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔

(اس کے رد میں یہ آیت اتری)

اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو عبث کو بذات خود حرام و ممنوع قرار دینا درست نہیں، اگر یہ حرام ہے تو کسی حرام چیز کی شمولیت کے باعث ہے، اس کی تحقیق یہ ہے کہ علماء کے ارشادات ہم نقل کر چکے ہیں ان سب کا مفاد یہ ہے کہ عبث کا دارومدار اس پر ہے کہ کسی کام سے کسی فائدہ کے حصول کا ارادہ نہ کیا جائے، اور یہ بذات خود ایک حقیقت ثابتہ ہے اس میں ضرر کا ارادہ کرنا یا نہ کرنا شامل نہیں ہے، نہ اس کے مقومات میں ہے اور نہ اس کے شرائط و اسباب میں سے ہے کہ اس کو عبث کے محصلات میں شمار کیا جاسکے، لہذا مضر شے کا قصد اس سے متصل چیز ہو سکتی ہے اور اگر متصل چیز کے باعث حکم ہو تو وہ

شے متصل کا حکم ہو گا نہ کہ بنفسہ اس شی ' کا، مثلاً یہ کہ بیع شرط فاسد کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہے اور اذان جمعہ کے بعد حرام ہو جاتی ہے، لیکن اگر بیع کا حکم دریافت کیا جائے تو یہی کہا جائیگا کہ یہ کتاب و سنت اور اجماع امت کی رو سے مشروع اور حلال ہے، جیسا کہ غایۃ البیان وغیرہا میں مذکور ہے، اور ریشمی کپڑے پہن کر مرد کے لیے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور مغصوبہ زمین میں نماز مکروہ ہے، مگر نماز بذات خود مشروع امر ہے، جتنی پڑھی جا سکے پڑھے جانی چاہیے(۳)۔ طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی، اور خلاصہ یہ کہ معصیت پر گرفت برائی کے ارادہ کی وجہ سے ہو گی نہ کہ خیر کا قصد نہ کرنے کی وجہ سے، اور وہ اس حیثیت سے عبث ہے نہ کہ اس حیثیت سے، تو ممنوع ہونا عبث کا حکم اصلاً نہیں ہے۔

ہم بیان کر آئے کہ کراہت تنزیہی کے لیے بھی نہی و دلیل خاص کی حاجت ہے اور مطلقاً کوئی فعل کبھی کسی فائدہ غیر معتدبہا کے لیے کرنے سے شرع میں کون سی نہی مصروف ہے کہ کراہت تنزیہ ہو ہاں خلاف اولیٰ ہونا ظاہر کہ ہر وقت اولی یہی ہے کہ انسان فائدہ معتدبہا کی طرف متوجہ ہو، رہی حدیث صحیح(۴):

> "انسان کے اسلام کی خوبی سے ہے یہ بات کہ غیر مہم کام میں مشغول نہ ہو لایعنی بات ترک کرے،"

اس کو ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی شعب میں روایت کیا، یہ روایت حضرت ابو ہریرہ سے ہے، اور حاکم نے کنی میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور حاکم کی تاریخ میں علی المرتضیٰ سے، اور احمد طبرانی نے کبیر میں سید بن سید حسین بن علی سے اور شیرازی نے القاب میں ابو ذر سے اور طبرانی نے صغیر میں زید بن ثابت سے اور ابن عساکر نے حارث بن ہشام سے مرفوعاً روایت کی، اس کو نووی نے حسن کہا اور اس کو ابن عبد البر اور ہیثمی نے صحیح قرار دیا۔

اس کا مفاد بھی اسی قدر کہ حسن اسلام سب محسنات سے ہے اور محسنات میں سب مستحسنات بھی نہ کہ ہر غیر مہم سے نہی ورنہ غیر مہم تو بیکار سے بھی اعم ہے تو سوا مہمات کے سب زیر نہی آ کر مباحات سراسر مرتفع ہو جائیں گے لاجرم امام ابن حجر مکی شرح اربعین نووی میں فرماتے ہیں:

> "انسان کو بعض ایسی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی زندگانی کی ضروریات سے ہوتی ہیں، جو اس کو بھوک سے شکم سیر کر دیں، اور پیاس سے سیراب کر دے، اس کا ستر عورت کرے اور اس کو پاک دامن رکھے، علاوہ ازیں دوسری چیزیں جو دفع ضرورت کے لیے ہوتی ہیں نہ کہ وہ چیزیں جن میں تلذذ استمتاع، استکثار اور معاد کی سلامتی ہو(۵)۔

علامہ احمد بن حجازی کی شرح اربعین میں ہے:

> "الذی یعنی الانسان" سے مراد وہ اشیاء ہیں جو انسان کی ضروریات زندگی سے متعلق ہیں اور جن سے اس کی آخرت کا مفاد وابستہ ہو اور "مالایعنیہ" سے مراد دنیا کی فراخی اور ریاست اور طلب مناصب ہیں۔(۶)

تیسیر میں ہے "الذی یعنیہ" سے مراد وہ چیز ہے جو اس کی ضروریات زندگی سے متعلق ہو، نہ وہ کہ جو زائد، اور غزالی نے فرمایا "مالا یعنی" وہ چیز ہے کہ اگر اس کو ترک کر دے تو کوئی ثواب فوت نہ ہو اور نہ ضرر لاحق ہو(۷)

خلاصہ ان سب نفیس کلاموں کا یہ ہے کہ رسول اللہ

ﷺ اپنی امت کو لایعنی باتیں چھوڑنے کی طرف ارشاد فرماتے ہیں جتنی بات آدمی کے دین میں نافع اور ثواب الٰہی کی باعث ہو یا دنیا میں ضرورت کے لائق ہو جیسے بھوک پیاس کا ازالہ، بدن ڈھانکنا، پارسائی حاصل کرنا اسی قدر امر مہم ہے اور اس سے زائد جو کچھ ہو جیسے دنیا کی لذتیں نعمتیں منصب ریاستیں غرض جملہ افعال واقوال واحوال جن کے بغیر زندگانی ممکن ہو اور ان کے ترک میں نہ ثواب کا فوت، نہ اب یا آئندہ کسی ضرر کا خوف، وہ سب لایعنی و قابل ترک ہے مثلاً لوگوں کے سامنے اپنے سفر کی حکایتیں (۸) اتنے اتنے شہر اور پہاڑ اور دریا دیکھے (۹) یہ معاملے پیش آئے (۱۰) فلاں فلاں کھانے اور لباس عمدہ پائے (۱۱) ایسے ایسے مشائخ سے ملنا ہوا۔ یہ سب باتیں اگر تو نہ بیان کرتا تو نہ گناہ تھا نہ ضرر ہوتا اور اگر تو کامل کوشش کرے کہ تیرے کلام میں واقعیت سے کچھ کمی بیشی نہ ہونے پائے نہ اس تفاخر سے نفس کی تعریف نکلے کہ ہم نے ایسے ایسے عظیم حال دیکھے نہ اس میں کسی شخص کی غیبت ہو۔ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کی مذمت ہو تو اتنی احتیاطوں کے بعد بھی اس کلام کا حاصل یہ ہوگا کہ تو نے اتنی دیر اپنا وقت ضائع کیا اور تیری زبان سے اس کا حساب ہوگا تو خیر کے عوض ادنیٰ بات اختیار کر رہا ہے اس لیے کہ جتنی دیر تو نے یہ باتیں کیں اگر اتنا وقت اللہ عزوجل کی یاد اور اس کی نعمتوں صفتوں کی فکر میں صرف کرتا تو غالباً رحمت الٰہی کے فیوض سے تجھ پر وہ کھلتا جو بڑا نفع دیتا اور تسبیح الٰہی کرتا تو تیرے لئے جنت میں محل چنا جاتا اور جو ایک خزانہ لے سکتا ہو وہ ایک نکما ڈھیلا لینے پر بس کرے تو صریح زیاں کار ہو اور یہ سب بھی اس تقدیر پر ہے کہ کلام معصیت سے بچ جائے اور وہ آفتیں جو ہم نے ذکر کیں ان سے بچنا کہاں ہوتا ہے۔ ظاہر ہوا کہ لایعنی جملہ مباحات کو شامل ہے نہ کہ مطلقاً مکروہ ہو۔

ہاں مثلاً چار بار پانی ڈالنے کی عادت کر لے تو غالباً اس پر باعث نہ ہوگا مگر وسوسہ اور کم از کم اتنا ضرور ہوگا کہ دیکھنے والے اسے موسوس جانیں گے اور بلا ضرورت شرعیہ محل تہمت میں پڑنا ضرور مکروہ ہے۔

"حضور اکرم ﷺ سے مروی کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو مقامات تہمت سے دور رہے (۱۲)

اس سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے۔

یہ منشاء قول دوم ہے بالجملہ حاصل حکم یہ نکلا کہ بے حاجت زیادت اگر باعتقاد سنیت ہو مطلقاً ناجائز وگناہ ہے اگرچہ دریا میں اور اگر پانی ضائع جائے تو جب بھی مطلقاً مکروہ تحریمی اگرچہ اعتقاد سنیت نہ ہو اور اگر نہ فساد عقیدت نہ اضاعت تو خلاف ادب ہے مگر عادت کر لے تو مکروہ تنزیہی یہ ہے بحمد اللہ تعالیٰ فقہ جامع و فکر نافع و درک بالغ ونور بازغ وکمال توفیق وجمال تطبیق وحسن تحقیق وعطر تدقیق اللہ التوفیق والحمد للہ رب العلمین۔

اقول اس تنقیح جلیل سے چند فائدے روشن ہوئے:

اولا:۔اصل حکم وہی ہے جو امام محرر المذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب اصل میں ارشاد فرمایا کہ بقیہ احکام کے مناط عقیدت واضاعت وعادت ہیں اور وہ نفس فعل سے زائد، فی نفسہ اس کا حکم اسی قدر کہ قول سوم میں مذکور ہوا۔

ثانیا:۔دوم وسوم میں اس زیادت کو اسراف سے تعبیر فرمانا محض بنظر صورت ہے ورنہ جب نہ معصیت نہ اضاعت تو حقیقت اسراف زنہار نہیں۔

ثالثاً :- دربارِ زیادت منع واجازت میں عادت وندرت کو دخل نہیں کہ فساد عقیدت یاپانی کی اضاعت ہو تو ایک بار بھی جائز نہیں اور ان دونوں سے بری ہو تو بارہا بھی گناہ و معصیت نہیں، کراہت تنزیہی جدابات ہے ہاں دربارۂ نقص یہ تفصیل ہے کہ بے ضرورت تین بار سے کم دھونے کی عادت مکروہ تحریمی اور احیاناً ہو تو بے فساد عقیدت صرف مکروہ تنزیہی ورنہ تحریمی کہ تثلیث سنت مؤکدہ ہے، اور سنت مؤکدہ کے ترک کا یہی حکم بخلاف زیادت کہ ترک تثلیث نہیں بلکہ تثلیث پوری کر کے زیادت ہے۔

رابعا :- جبکہ حدیث نے بے قید حال و مکان زیادت و نقص پر حکم اسائت و ظلم و تعدی ارشاد فرمایا اور زیادت میں تعدی خاص مکان اضاعت میں ہے اور نقص میں خاص بحال عادت لہٰذا ہمارے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے حدیث کو ایک منشاء و نیت یعنی اعتقاد سنیت پر حمل فرمایا جس سے بے قید حال و مکان مطلقاً حکم تعدی و ساءت ہو۔

خامسا :- بدائع و غیرہ کی تصریح کہ اگر بے اعتقاد سنیت نقص و زیادت ہو تو وعید نہیں صحیح و تجیح ہے کہ عادت نقص یا اضاعت زیادت میں طوق وعید اس ضم ضمیمہ پر ہے تو فعل بجائے خود اپنے منشاء و غایت و مقصد و نیت میں مواخذہ سے پاک ہے کماعلمت هكذاينبغی التحقيق والله تعالیٰ ولی التوفيق ۔(جیسا کہ تو نے جانا یہ لائق تحقیق ہے اور اللہ توفیق دینے والا ہے)الحمد للہ اس امر پنجم اعنی حکم اسراف آب کا بیان ایسی وجہ جلیل و جمیل پر واقع ہوا کہ خود ہی ایک مستقل نفیس رسالہ ہونے اور تاریخی نام برکات السماء فی حکم اسراف الماء(۱۳۲۷ھ) " رکھنے کے قابل " و الحمد لله علی نعمه الجلائل وصلی الله تعالیٰ علی سید الاواخرو الاوائل وآله وصحبه الكرام الافاضل ۔

حوالہ جات

(۱) القرآن ۲۳/ ۱۱۵

(۲) القرآن ۲۳/ ۳۷

(۳) مجمع الزوائد باب فضل الصلوٰۃ بیروت ۲/ ۲۴۹

(۴) جامع ترمذی ابواب الزہد امین کمپنی دہلی ۲/ ۵۵

(۵) شرح اربعین لابن حجر مکی

(۶) شرح اربعین للشیخ احمد بن حجازی

(۷) تیسیر للمناوی

(۸) اقول جبکہ نیت بیان عجائب و صنعت و حکمت و قدرت ربانی وذکر الٰہی ہو قال تعالیٰ فی الافاق وفی انفسکم افلا تبصرون

(۹) اقول مگر جب کہ ان کے ذکر میں اپنی یا سامعین کی منفعت دینی ہو اور خالص اس کا قصد کرے۔

(۱۰) اقول مگر جبکہ اس سے مقصود اپنے اوپر احسانات الٰہی کا بیان ہو کہ ایسی جگہ ایسی بے سر و سامانی میں مجھ سے ناچیز کو اپنے کرم سے ایسا ایسا عطا فرمایا، قال تعالیٰ واما بنعمۃ ربک فحدث

(۱۱) اقول مگر جبکہ علمائے سنت و صلحائے امت کے فضائل کا نشر اور سامعین کو ان سے استفادہ کی ترغیب مقصود ہو عند ذکر الصلحین تنزل الرحمۃ

(۱۲) مراقی الفلاح مع الطحطاوی قبیل سجود السہو، ازہر، مصر ص ۲۰۶۵

حج اور قربانی

احادیث کی روشنی

مرتبہ : اقبال احمد اختر القادری

حج نویں ذی الحجہ کو احرام باندھ کر عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظمہ کے طواف کرنے کو حج کہتے ہیں، اس کیلئے ایک خاص وقت مقرر ہے، ان افعال کو انہی اوقات میں کیا جائے تو حج ہے، حج بیت اللہ ۹ھ میں فرض ہوا، اس کی فرضیت قطعی ہے اور عمر میں صرف ایک بار فرض ہے۔ احادیث مبارکہ میں حج کے بے شمار فضائل بیان ہوئے ہیں جن میں سے چند احادیث درج ذیل ہیں۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ سے عرض کی گئی کونسا عمل افضل ہے، فرمایا اللہ اور رسول پر ایمان، عرض کی گئی پھر کیا فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد، عرض کی گئی پھر کیا، فرمایا حج مبرور۔

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے حج کیا اور رفث (فحش کلام) نہ کیا اور فسق نہ کیا تو گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا جیسے اسی دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (بخاری مسلم)

☆...... حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج ان گناہوں کو دفع کر دیتا ہے جو پیشتر ہوئے ہیں۔ (مسلم شریف)

☆......ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج کمزوروں کے لئے جہاد ہے۔ اور ام المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ابن ماجہ نے روایت کی کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ عورتوں پر جہاد ہے! فرمایا ہاں، ان کے ذمہ وہ جہاد ہے جس میں لڑنا نہیں یعنی حج و عمرہ (ابن ماجہ)

☆...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں حج و عمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور چاندی اور سونے کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے (ترمذی شریف)

☆...... حضور ﷺ نے فرمایا حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کریگا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسے اسی دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

☆......بیہقی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو القاسم ﷺ کو فرماتے سنا جو خانہ کعبہ کے قصد سے آیا اور اونٹ پر سوار ہوا، جو قدم اٹھاتا اور رکھتا ہے

اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لئے نیکی لکھتا ہے اور خطا کو مٹاتا ہے اور درجہ بلند فرماتا ہے، یہاں تک کہ جب کعبہ معظّمہ کے پاس پہنچا، طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی پھر سر کے بال منڈائے یا کتروائے تو گناہوں سے ایسا نکل گیا جیسے اسی دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور اسی کے مثل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو مکہ سے پیدل حج کو جائے یہاں تک کہ مکہ واپس آئے اس کے لئے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم شریف کی نیکیوں کے مثل لکھی جائیں گی، کہا گیا حرم کی نیکیوں کی کیا مقدار ہے، فرمایا ہر نیکی لاکھ لاکھ نیکی ہے تو اس حساب سے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ہوئیں واللہ ذو الفضل العظیم۔

☆...... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا حج و عمرہ کرنے والے اللہ کے وفد ہیں، اللہ نے انہیں بلایا، یہ حاضر ہوئے، انہوں نے اللہ سے سوال کیا اس نے انہیں دیا۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور حاجی جس کیلئے استغفار کرے اس کے لئے بھی مغفرت ہے (طبرانی)

☆...... طبرانی کبیر میں اور بزار حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہتے ہیں میں مسجد منیٰ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا ایک انصاری اور ایک ثقفی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا پھر کہا یا رسول اللہ ہم کچھ پوچھنے کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں حضور نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں بتادوں کہ کیا پوچھنے آئے ہو اور اگر تم چاہو تو میں کچھ نہ کہوں تمہیں سوال کرو، عرض کی یا رسول اللہ ہمیں بتا دیجئے، ارشاد فرمایا تو اس لئے حاضر ہوا ہے کہ گھر سے نکل کی بیت الحرام کے قصد سے جانے کو دریافت کرے اور یہ کہ اس میں تیرے لئے کیا ثواب ہے اور طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کو اور یہ کہ اس میں تیرے لئے کیا ثواب ہے اور صفاء و مروہ کے درمیان سعی کو اور یہ کہ تیرے لئے کیا ثواب ہے اور یہ کہ عرفہ کی شام کے وقوف کو اور تیرے لئے اس میں کیا ثواب ہے اور جمار کی رمی کو اور اس میں تیرے لئے کیا ثواب ہے اور قربانی کرنے کو اور اس میں تیرے لئے کیا ثواب ہے اور اس کے ساتھ طواف افاضہ کو، اس شخص نے عرض کی، قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا اسی لئے حاضر ہوا تھا کہ ان باتوں کو حضور سے دریافت کروں، ارشاد فرمایا جب تو بیت الحرام کے قصد سے گھر سے نکلے گا تو اونٹ کے ہر قدم رکھنے اور ہر قدم اٹھانے پر تیرے لئے ثواب لکھا جائے گا اور تیری خطا مٹادی جائے گی اور طواف کے بعد کی دو رکعتیں ایسی ہیں جیسے اولاد اسمٰعیل میں کوئی غلام ہو، اس کو آزاد کرنے کا ثواب اور صفا و مروہ کے دمیان سعی ستر (۷۰) غلام آزاد کرنے کی مثل ہے اور عرفہ کے دن وقوف کرنے کا حال یہ ہے کہ اللہ عزوجل آسمان دنیا کی طرف خاص تجلی فرماتا ہے اور تمہارے ساتھ ملائکہ پر مباہات فرماتا ہے، ارشاد فرماتا ہے، میرے بندے دور دور سے پراگندہ سر میری رحمت کے امیدوار ہو کر حاضر ہوئے اگر تمھارے گناہ ریت کی گنتی اور بارش کے قطروں اور سمندر کے جھاگ برابر ہوں تو بھی میں سب کو بخش دوں گا میرے بندوں واپس جاؤ تمھاری مغفرت ہو گئی اور اس کی جس کی تم شفاعت کرو، اور جمروں پر رمی کرنے میں ہر کنکری پر ایک ایسا کبیرہ گناہ مٹادیا جائیگا جو ہلاک کرنے والا ہے، اور قربانی کرنا

تیرے رب کے حضور تیرے لئے ذخیرہ ہے اور سر منڈانے میں ہر بال کے بدلے میں حسنہ لکھا جائے گا اور ایک گناہ مٹایا جائے گا اس کے بعد خانہ کعبہ کے طواف کا یہ حال ہے کہ تو طواف کر رہا ہے اور تیرے لئے کچھ گناہ نہیں ایک فرشتہ آئے گا اور تیرے شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہے گا کہ زمانہ آئندہ میں عمل کر اور زمانہ گذشتہ میں جو کچھ تھا معاف کر دیا گیا۔

☆......ابو یعلی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو حج کے لئے نکلا اور مر گیا تو قیامت تک اس کے لئے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو عمرہ کے لئے نکلا اور مر گیا اس کے لئے قیامت تک عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو جہاد میں گیا اور مر گیا اس کے لئے قیامت تک غازی کا ثواب لکھا جائے۔

☆...... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ گھر اسلام کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے پھر جس نے حج کیا یا عمرہ وہ اللہ کی ضمان میں ہے اگر مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور گھر کو واپس کر دے تو اجر و غنیمت کے ساتھ واپس کرے گا (طبرانی)

قربانی

☆......ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ یوم النحر (دسویں ذلحجہ) میں ابن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ، بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدا کے نزدیک قربانی مقام قبولیت میں پہنچ جاتی ہے لہذا اسے خوش دلی سے کرو

(ابو داود و ترمذی شریف)

☆......حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے خوش دلی سے طالب ثواب ہو کر قربانی کی وہ آتش جہنم سے حجاب (روک) ہو جائیگی۔ (طبرانی)

☆...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو روپیہ عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا، اس سے زیادہ کوئی روپیہ پیارا نہیں۔ (طبرانی)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔ (ابن ماجہ)

☆...... حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ قربانیاں کیا ہیں، فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے، فرمایا ہر بال کے مقابل نیکی ہے، عرض کی اون کا کیا حکم ہے فرمایا اون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ہے۔ (ابن ماجہ)

☆......امام احمد و غیرہ براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ آج کے دن جو کام ہم کو پہلے کرنا ہے وہ نماز ہے، اس کے بعد قربانی کرنا ہے، جس نے ایسا کیا وہ ہماری سنت کو پہنچا اور جس نے پہلے ذبح کر ڈالا وہ گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لئے پہلے ہی کر لیا یعنی قربانی سے اسکو کچھ تعلق نہیں۔

☆...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مینڈھے چت کبرے سینگ والوں کی

قربانی کی، انہیں اپنے دست مبارک سے ذبح کیا اور بسم اللہ واللہ اکبر کہا، کہتے ہیں میں نے حضور کو دیکھا کہ اپنا پاؤں ان کے پہلوؤں پر رکھا اور بسم اللہ واللہ اکبر کہا۔ (بخاری شریف و مسلم)

☆...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے یوم اضحیٰ کا حکم دیا گیا اس دن کو خدا نے اس امت کیلئے عید بنایا۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ یہ بتایئے اگر میرے پاس منیحہ کے سوا کوئی جانور نہ ہو تو کیا اسی کی قربانی کردوں فرمایا، نہیں، ہاں تم اپنے بال اور ناخن ترشواؤ اور مونچھیں ترشواؤ اور موئے زیر ناف کو مونڈو اسی میں تمہاری قربانی خدا کے نزدیک پوری ہو جائے گی یعنی جس کو قربانی کی توفیق نہ ہو اسے ان چیزوں کے کرنے سے قربانی کا ثواب حاصل ہو جائے گا (ابو داؤد شریف)

☆...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا قربانی میں گائے سات کی طرف سے اور اُونٹ کی طرف سے ہے۔ (طبرانی)

☆...... امام احمد نے روایت کی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ افضل قربانی وہ ہے جو بااعتبار قیمت اعلیٰ ہو اور خوب فربہ ہو۔

☆...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے رات میں قربانی کرنے سے منع فرمایا۔

☆...... امام احمد وغیرہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا چار قسم کے جانور قربانی کے لئے درست نہیں۔ کانا جس کا کانا پن ظاہر ہے اور بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو اور لنگڑا جسکا لنگ ظاہر ہے اور ایسا لاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو۔

☆...... رسول اللہ ﷺ نے کان کٹے ہوئے اور سینگ ٹوٹے ہوئے کی قربانی سے منع فرمایا۔

☆...... ترمذی و ابو داؤد و نسائی و دارمی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم جانوروں کے کان اور آنکھیں غور سے دیکھ لیں اور اس کی قربانی نہ کریں جس کے کان کا اگلا حصہ کٹا ہوا ہو اور نہ اس کی جس کے کان کا پچھلا حصہ کٹا ہو نہ اسکی جس کا کان پھٹا ہو یا کان میں سوراخ ہو۔

☆...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید گاہ میں نحر و ذبح فرماتے تھے۔ (بخاری شریف)

(ماخوذ، بہار شریعت، از علامہ امجد علی اعظمی، مطبوعہ لاہور حصہ ششم و پانزدہم)

وقت کی پکار

پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد ⋆

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ عالم اسلام کے عظیم "دانائے راز" تھے، ان کی مومنانہ فراست و بصیرت اپنے زمانہ سے آگے دیکھتی تھی ---- انہوں نے جو کچھ کہا، مستقبل نے اس کی تصدیق کی ---- وہ کون تھے ؟ ---- اللہ ہی بہتر جانتا ہے ---- ہم نے آج تک ان کو نہ جانا پہچانا ---- ۲۲ سال مسلسل مطالعے کے بعد یہ راز کھلا کہ وہ علم و دانش کا ایک سمندر تھے ---- ہم ابھی تک اس سمندر کے ساحل تک بھی نہ پہنچ سکے۔

ایک وہ علم ہے جو ہم اسکولوں اور کالجوں میں حاصل کرتے ہیں ---- ایک علم وہ ہے جو ہم یونیورسٹیوں اور دانشگاہوں میں حاصل کرتے ہیں ---- مگر ایک علم وہ ہے جو حاصل کرنے سے حاصل نہیں ہوتا ---- جو عطا کیا جاتا ہے ---- جس پر اس کریم کا فضل ہوتا ہے اس کو دیا جاتا ہے ---- قرآن شاہد ہے ---- تاریخ تصدیق کرتی ہے ---- یہ علم انبیاء و رسل کو دیا جاتا ہے ---- پھر انہیں کے صدقے علماء عرفا کو دیا جاتا ہے ---- یہ علم امام احمد رضا کو بھی دیا گیا ---- اسی علم کی ایک جھلک دیکھ کر ڈاکٹر سر ضیاالدین انگشت بدنداں رہ گئے ---- اسی علم کی ایک جھلک دیکھ کر امریکی ہیاۃ داں پروفیسر الرٹ ایف۔ پورٹا دم بخود رہ گیا ---- اور اسی علم کی ایک جھلک دیکھ کر علمائے عرب و عجم حیران رہ گئے ---- امام احمد رضا کا یہ علم ابھی ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہے ---- ہم تو اس علم کو بھی نہ پاسکے جو ان کی فکر رسا نے پایا تھا ---- اس علم کی کیابات کی جائے جہاں عام انسانی فکر کی بھی رسائی نہیں۔

تاریخ و ادب کی کتابوں میں نہ جانے کیوں اس عظیم انسان کو نظر انداز کیا گیا ---- ارباب علم و دانش حیران ہیں یکم دسمبر ۱۹۹۲ء کو بریلی جانا ہوا، وہاں ایک ملاقات میں ڈاکٹر وسیم بریلوی (صدر شعبہ اردو روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی) نے باتوں باتوں میں فرمایا ---- اردو ادب کی کتابوں میں امام احمد رضا کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا! ---- ڈاکٹر وسیم صاحب سراپا سوال بن گئے ---- گزشتہ بیس برسوں میں امام احمد رضا سے متعلق جو حقائق سامنے آئے ہیں انہوں نے ہر منصف مزاج ادیب و شاعر اور دانشور کو سوالیہ نشان بنادیا ہے ---- اس کی نظر میں بہت سی محترم ہستیاں، مجرم نظر آنے لگی ہیں ---- ماضی کی مجرمانہ غفلتوں کا یہ رد عمل ہوا کہ جنہوں نے امام احمد رضا کو دیکھا نہ تھا یا جن کو اتنا بد گمان کر دیا تھا کہ وہ دیکھنا نہ چاہتے تھے ---- وہ اب امام احمد رضا پر خود تحقیق کر رہے ہیں اور دوسرے محققین کی نگرانی کر رہے ہیں ---- پروفیسر ڈاکٹر وسیم صاحب نے بھی امام احمد رضا پر کام کا بیڑا اٹھایا ---- وہ اس وقت مندرجہ ذیل موضوعات پر چار اسکالروں کی نگرانی کر رہے ہیں :-

۱۔ امام احمد رضا کی شاعری ---- مولانا عبدالنعیم

⋆(سابق ایڈیشنل سیکریٹری، وزارت تعلیم حکومت سندھ)

عزیزی، مقالہ برائے ڈاکٹریٹ

۲۔ امام احمد رضا کی نثر نگاری، مختار احمد، مقالہ، برائے ڈاکٹریٹ۔

۳۔ حسن رضا خاں کے حالات اور ادبی خدمات، نگہت فاطمہ۔

۴۔ مفتی مصطفےٰ رضا کے حالات و علمی خدمات، مجیب رضا۔

اور اسی غفلت کا رد عمل ہے کہ بریلی کالج کے شعبہ عربی کے انچارج پروفیسر محمود حسین بریلوی نے امام احمد رضا کے عربی آثار پر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم۔ فل کیا اور پروفیسر ڈاکٹر عبدالہادی ندوی نے موصوف کی نگرانی فرما کر عدل گستری اور وسعت قلبی کی روشن مثال قائم کی ---- پروفیسر محمود حسین بریلوی نے عربی کے ڈپلوما کورس میں تحقیق کے لئے نصابی شخصیات میں امام احمد رضا کا نام بھی شامل کروادیا ہے ---- یہ ایک اہم کام کیا ---- حق کو چھپایا نہیں جا سکتا ---- ایک وقت آتا ہے کہ چھپانے والے خود چھپتے پھرتے ہیں ---- لیڈن یونیورسٹی (ہالینڈ) کے مشہور محقق پروفیسر جے۔ ایم۔ ایس بلیان، علوم اسلامیہ کے بین الاقوامی اسکالر ہونے کے باوجود امام احمد رضا سے قطعاً واقف نہ تھے ---- ۶۵ سال کی عمر تک وہ بے خبر اپنی بے خبری پر نادم و سرمشار ---- وہ حیران تھے کہ وہ بار بار پاک و ہند کے دانشوروں اور محققین و فضلاء سے ملے مگر کسی نے ذکر تک نہ کیا کتابوں میں ذکر تو بہت دور کی بات ہے ---- ابتداء میں ان کو یقین نہیں آیا، پھر جب خود مطالعہ کیا تو ان کی حیرانگی بڑھتی گئی ---- اب جب بین الاقوامی کانفرنسوں میں اسلامی موضوعات پر مقالات پڑھتے ہیں تو اس میں امام احمد رضا کا ذکر ضرور کرتے ہیں۔ چنانچہ فرانس، جرمنی، ہنگری وغیرہ کی بین الاقوامی کانفرنسوں میں جو مقالات پڑھے، ان میں امام احمد رضا کی تصانیف سے استفادہ کیا ہے ---- ایک زمانہ تھا جب دانش گاہوں میں امام احمد رضا کا ذکر معیوب سمجھا جاتا تھا مگر اب ہر دانش گاہ میں امام احمد رضا پر اعتماد سے گفتگو کی جا سکتی ہے اور سننے والے سنتے ہیں ---- خود راقم نے ۲۸، نومبر ۱۹۹۲ء کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ کے کینڈی ہال میں خطاب کیا۔ امام احمد رضا پر کھل کر گفتگو کی۔ اساتذہ و طلباء نے یہ گفتگو توجہ سے سنی بلکہ اجلاس ختم ہونے کے بعد جس والہانہ انداز سے انہوں نے معانقہ و مصافحہ کیا، اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ یہی باتیں سننے کے لئے بے چین تھے، اسی طرح بریلی جانا ہوا تو وہاں ڈاکٹر وسیم صاحب کے اصرار پر بریلی کالج کے شعبہ اردو میں ۳، دسمبر ۱۹۹۲ء کو طلبا سے خطاب کیا اور امام احمد رضا کے بارے مین بعض حقائق بتائے۔ سب نے راقم کی باتیں اس توجہ اور ذوق و شوق سے سنیں گویا ان کو اپنے ہی گھر میں ایک خزانہ مل رہا ہو۔

امام احمد رضا کی شخصیت و فکر سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے بعض اہل علم نے ان سے غلط باتیں منسوب کردی ہیں ---- یہاں ہم صرف ایک مثال پیش کریں گے ---- ہندوستان کے مشہور فاضل مولوی ابوالحسن علی ندوی نے نزہۃ الخواطر میں امام احمد رضا سے متعلق جہاں بعض اچھی باتیں لکھی ہیں وہاں یہ بھی لکھدیا ہے :-

قليل البضاعة فى الحديث والتفسير

(نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۴۴)

"حدیث و تفسیر میں فرومایہ تھے"

لیکن حقائق کی روشنی میں علی میاں کی یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی ---- امام احمد رضا کے تلمیذ رشید اور خلیفہ علامہ محمد ظفر الدین رضوی نے جامع الرضوی کے نام سے احادیث کا ایک عظیم مجموعہ مرتب کیا تھا جو چھ مجلدات پر مشتمل تھا، اس کی دوسری جلد کے دیباچے میں وہ لکھتے ہیں۔

ولنقدم قبل الشروع فیؔ المقصود مقدمة یشتمل فوائد التقطها من تصانیف العلماء لا سیما سیدی و ملازی شیخی واستاذی ...... مولانا الشاہ احمد رضا خان ولقادری الخ

(جامع الرضوی، حیدر آباد سندھ ۱۹۹۶ء ج ۲، ص ۳)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ موصوف نے کتاب کے مقدمے میں دوسرے علماء کے علاوہ خاص طور پر امام احمد رضا کی تصانیف سے استفادہ کر کے علم حدیث سے متعلق بہت سے بیش قیمت نکات و فوائد جمع کئے تھے ---- علامہ موصوف نے مقدمہ میں اس قسم کے ۳۲ نکات کا ذکر کیا ہے جو صفحہ ۴ سے صفحہ ۲۶ تک پھیلے ہوئے ہیں اور لائق مطالعہ ہیں ---- جامعہ ملیہ، دہلی کے استاد ایس-ایم خالد الحامدی (شعبہ عربی) علم حدیث میں علمائے پاک و ہند کی خدمات پر تحقیق کر رہے ہیں، موصوف راقم کے نام اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں :-

"گزشتہ سال کے آخری چار مہینے میں، میں اپنے تحقیقی مقالے کے سلسلے میں اہم علمی مراکز، مدارس اور کتب خانوں کے دوروں پر رہا، الحمد للہ کافی مواد میسر آیا، بریلی بھی میں گیا تھا، وہاں کے حضرات نے اس سلسلے میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا تھا اور جب میں نے انہیں بتایا کہ اعلیٰ حضرت کی علم حدیث پر تالیفی خدمات کی تعداد ۴۰ تک پہنچتی ہے تو وہ دنگ رہ گئے" ----

(محررہ، ۲۰، فروری ۱۹۹۶ء)

غالباً علم حدیث میں اسی مہارت کی وجہ سے بعض علمائے عرب و عجم نے امام احمد رضا کو امام المحدثین تسلیم کیا ہے ---- پروفیسر ڈاکٹر اقبال احمد انصاری ندوی (سابق صدر شعبہ علوم اسلامیہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) نزہۃ الخواطر پر نظر ثانی فرما رہے ہیں، جب راقم نے ایک ملاقات میں ایسی غلطیوں کی طرف متوجہ کیا تو انھوں نے بڑی وسعت قلبی سے فرمایا کے اغلاط کی نشاندہی کر دی جائے، اصلاح کر دی جائے گی ---- حقیقت میں امام احمد رضا کی شخصیت و فکر کے بعض گوشے ابھی تک محققین کی دسترس سے باہر ہیں ---- امام احمد رضا پر روز بروز نئی معلومات سامنے آتی جاتی ہیں ---- یکم دسمبر ۱۹۹۲ء کو بریلی جانا ہوا، وہاں جامعہ نوریہ رضویہ کے استاد مولانا محمد حنیف رضوی نے مشہور درسی کتاب ہدیہ سعیدیہ پر امام احمد رضا کے حواشی دکھائے ---- اس سے کچھ عرصہ قبل صاحبزادہ سید وجاھت رسول قادری بہت سے مخطوطات لائے ---- مولانا محمد حنیف رضوی نے صحیح بخاری شریف اور الاشباہ والنظائر پر امام احمد رضا کے قلمی حواشی بھی دکھائے جو علامہ اختر رضا خاں ازہری کی عنایت سے ملے ---- پروفیسر محمود حسین بریلوی کی عنایت سے بھی بہت مخطوطات ملے، ---- علامہ توصیف رضا خاں (بریلی) نے ایک ملاقات میں فرمایا کہ ان کے پاس فتاویٰ رضویہ کی بارھویں جلد کا قلمی نسخہ موجود ہے ---- یہ چند علمی نوادر وہ ہیں جن کا علم حال ہی میں ہوا ہے ---- اس سے قبل امام احمد رضا کے بہت سے قلمی نوادرات سامنے آئے ---- ایک عظیم ذخیرہ راقم کے کتب خانہ اور ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی کے کتب خانے میں موجود ہیں ---- اور ایک عظیم خزانہ ابھی نظروں سے اوجھل ہے۔ ہر آنے والا دن ایک نئی خبر لے کر آ رہا ہے ----

امام احمد رضا کی شخصیت و فکر پر جو پردے پڑے ہوئے تھے، ان کو اٹھانے کے لئے راقم نے ۱۹۷۰ء سے امام احمد رضا کو موضوع تحقیق بنایا اور امام احمد رضا کی تلاش میں چل پڑا ---- اب تک چل رہا ہوں، پانے کی جستجو میں لگا ہوا ہوں

----ایک منزل آتے ہی دوسری منزل نظر آنے لگتی ہے ----شوق، قلم کا رفیق سفر ہے، رواں دواں رکھتا ہے---- اب تک نہ معلوم کتنی کتابیں لکھی جا چکی ہیں او کتنے مقالے قلمبند کئے جا چکے ہیں مگر قلم کا سفر ہنوز جاری و ساری ہے اور نہ معلوم کب تک جاری رہے----راقم نے امام احمد رضا پر جو خصوصی مقالات قلم بند کئے ہیں ان میں مندرجہ ذیل چھ مقالات کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے :-

ا۔ مقالہ برائے شعبہ دائرہ المعارف الاسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور (پاکستان)

۲۔ مقالہ برائے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، پیرس (فرانس)

۳۔ مقالہ برائے پاکستان نیشنل ہجرہ کونسل، اسلام آباد (پاکستان)

۴۔ مقالہ برائے ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد (پاکستان)

۵۔ مقالہ برائے اکیڈمی آف اسلامک سویریلزیشن اینڈ ریسرچ، عمان (اردن)

۶۔ مقالہ برائے انسائیکلوپیڈیا آف اسلامیکا فاؤنڈیشن، تہران (ایران)

اس وقت دنیا میں بہت سے ادارے امام احمد رضا پر کام کر رہے ہیں اور بہت سی شخصیات امام احمد رضا سے متعلق مختلف موضوعات پر کام کر چکی ہیں یا کام کر رہی ہیں۔ یہ تفصیلات خود ایک تحقیقی مقالے کی مقتضی ہیں ----عالمی جامعات میں جو کام ہوا ہے اس کی کچھ تفصیلات راقم نے اپنے مقالے امام احمد رضا اور عالمی جامعات (مطبوعہ صادق آباد ۱۹۹۱ء) میں دی ہیں جو حال ہی میں ڈاکٹر اقبال احمد قادری کے جدید اضافات کے ساتھ کراچی سے بھی شائع ہوا ہے۔ لیکن اب تحقیق کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا ہے----بیس سال قبل دنیا کی یونیورسٹیوں کے ارباب بسط وکشاد سے اپیل کی تھی کہ وہ امام احمد رضا کی شخصیت وفکری کی طرف متوجہ ہوں، فضلاء کو تحقیق کی اجازت دیں۔ شکر ہے کہ یہ آواز صدا بصحرا نہ ہوئی بلکہ نقش کالحجر ہو گئی----کام کا آغاز ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے پھیلتا چلا گیا---- نئی نئی جہتوں سے کام ہو رہا ہے----اس وقت براعظم ایشیا، براعظم امریکہ، براعظم افریقہ اور براعظم یورپ کی تقریباً بیس یونیورسٹیوں اور علمی اداروں میں امام احمد رضا پر تحقیقی کام ہو رہا ہے۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی ان سے علمی تعاون کر رہا ہے۔

امام احمد رضا پر تحقیق کی ضرورت اس لئے محسوس کی جا رہی ہے کہ وہ سواد اعظم اہل سنت کے علمبردار ہیں----ان کے جذبے میں بڑا خلوص ہے۔ ان کی فکر میں بڑی گہرائی ہے ----اس وقت عالم اسلام کو ان کی ضرورت ہے----انہوں نے عشق مصطفےٰ ﷺ کو ملت کی فکری اساس قرار دیا----ان کے نزدیک زندگی عشق مصطفےٰ ﷺ سے عبارت ہے---- جب تک یہ عشق ہمارے رگ و پے میں نہیں سماتا، ہم زندہ ہوتے ہوئے بھی مردہ ہیں---- ایک زندہ ہزار مردوں پر بھاری ہے قرآن حکیم نے زندگی کے اس فلسفے کو بتایا----ہم زندہ ہو گئے تو کوئی مار نہیں سکتا---- ہماری بدبختی کی انتہاء ہے کہ ہم نصاریٰ سے آس لگائے بیٹھے ہیں اور نصاریٰ کی دوستی پر فخر کرتے ہیں---- ان کی اداؤں کو اپناتے شرم نہیں آتی ---- محمد مصطفےٰ ﷺ کی اداؤں کو اپناتے شرم آتی ہے ----ہم گمراہی کی کس ظلمت میں گم ہو گئے----؟ امام احمد رضا نے اسّی سال قبل ملت اسلامیہ کو خبردار کیا تھا، نصاریٰ اور یہود و ہنود سب ملت اسلامیہ کے بدخواہ ہیں، ان سے دوستی نہ کرنا، ان کو اپنا نہ سمجھنا، ان کو رازدار نہ بنانا---- جس نے ان کو خیرخواہ سمجھا، اس نے ٹھوکر کھائی----امام احمد رضا کی نظر

میں جمال مصطفیٰ ﷺ ایسا سمایا ہوا ہے کہ نظروں میں کوئی جچتا نہیں ---- ان کے نزدیک ہماری ساری توانائیاں اور ہمارا جینامرنا سب محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے ہے ---- کیا خوب فرمایا

دہن میں زباں تمہارے لئے، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے ، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

امام احمد رضا نے اس حقیقت کو سنجیدگی سے محسوس کیا کہ ملت اسلامیہ کو دامن مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ کرنے کی ضرورت ہے، یہ وہ حقیقت ہے جو آج اسلام کا درد رکھنے والا ہر دانشور محسوس کررہا ہے ---- امام احمد رضا نے ہر اس فکر کے خلاف جہاد کیا جو حضور انور ﷺ کو ایک عام انسان کی صف میں کھڑا کرنے کی کوشش کررہا تھا، آج بھی دین کے لبادے میں بہت سی جماعتیں اس کوشش میں مصروف ہیں ---- امام احمد رضا نے سقوط سلطنت اسلامیہ کے فوراً بعد پست ہمت مسلمانوں کے حوصلے بڑھائے، ان کے دلوں کو عشق مصطفیٰ ﷺ کی گرمی سے گرمایا اور اسی دولت عشق کا احساس دلا کر کم مائیگی کا احساس مٹایا ---- امام احمد رضا نے ایک بھرپور تحریک چلائی۔ آج کے تاریک دور میں اسی جذبۂ عشق کی ضرورت ہے جو کمزوروں کو توانا، مغلوبوں کو غالب محکوموں کو حاکم اور غلاموں کو بادشاہ بنادیا کرتا ہے ---- امام احمد رضا عاشقوں کے سردار اور اس سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے علمبردار تھے جو کبھی پورے عالم اسلام پر چھایا ہوا تھا ---- ایک زمانہ تھا جب مسلمانان پاک و ہند اور بنگلہ دیش میں اہل سنت و جماعت کے علاوہ کوئی نہ تھا،

تقریباً چار سو برس پہلے کی دینی فضا کا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ یوں ذکر فرماتے ہیں :-

ترجمہ :

"ہندوستان کے تمام مسلمان باشندے عقیدہ، حقہ اہل سنت و جماعت رکھتے ہیں اور اس ملک میں بدعتیوں اور گمراہوں کا نام و نشان تک نہیں، سب کے سب حنفی ہیں۔" (ردروافض، لاہور ۱۹۹۳ء، ص ۹)

ان حقائق و شواہد سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ چند صدیاں پہلے پاک و ہند اور بنگلہ دیش کی دینی فضا کیسی تھی؟ اور اب جو حال ہے، آپ کے سامنے ہے۔ گویا ممالک ایک چراگاہ ہیں جہاں ہر کوئی چرتا پھرتا ہے۔

امام احمد رضا ہر بدعتی اور بدعقیدہ کو کافر و مشرک سے زیادہ خطرناک سمجھتے تھے، اس لئے وہ زندگی بھر اہل سنت و جماعت کے عقائد کی حفاظت کرتے رہے۔ عقیدہ ہی فکری اتحاد کی بنیاد ہے، یہ بکھر گیا تو ملت بکھر گئی ---- دشمنان اسلام نے رخنے ڈال کر ملت اسلامیہ کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنا شروع کیا ---- امام احمد رضا ہر تقسیم کے خلاف تھے ---- وہ اتحاد عالم اسلامی کے داعی تھے ---- جب کارواں لٹ رہا تھا، وہ لوٹنے والوں کا تعاقب کررہے تھے اور لٹنے والوں کے دامن کھینچ کھینچ کر بلارہے تھے ---- سیدھے راستہ سے ہٹ کر نئی راہیں بنانے والوں کا پیچھا کررہے تھے ---- امام احمد رضا کے فکر و تدبر کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے ---- کوئی صاحب ہمت جوان صالح اس طرف متوجہ ہو! ---- امام احمد رضا کے فکر و تدبر کے عظیم ذخیرے جس کو فتاویٰ رضویہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، کھنگالیں ---- اس خداداد دانش کا خود نظارہ کریں اور دوسروں کو نظارہ کرائیں ---- آج ہم کو امام احمد رضا کی ضرورت ہے ---- وہ دلوں کی آواز ہیں ---- وہ وقت کی پکار ہیں ----

تو میری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
ترے پیمانے میں ہے ماہ تمام اے ساقی!

¤ ¤ ¤ ¤ ¤ ¤ ¤ ¤

مـــولانـــا احـــمـــد رضـــا

بحیثیت ماہرِ قانون بین الاقوام

تحقیق: ڈاکٹر محمد عبداللہ قادری

ڈاکٹر محمد احمد قادری ★

(دوسری اور آخری قسط)

غیر اسلامی ریاست کی تعریف مولانا احمد رضا کی نظر میں

☆

"غیر اسلامی ریاست وہ ہے جس میں مسلمان قانون شریعت پر آزادانہ طریقہ سے عمل نہ کر سکیں ایسے مقام سے ہجرت واجب ہے" (۱۵)

اسلامی قوانین پر عمل ممکن نہ ہونے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں حکومت ہی غیر اسلامی ہو جائے یا عوام پر حکومت کی طرف سے طرح طرح کی پابندیاں عائد کر دی جائیں جن کی وجہ سے قوانین اسلامی پر عمل کرنا ناممکن ہو جائے ایسی صورت میں جب مسلمان خود کو کمزور محسوس کریں اور ان میں ہجرت کرنے کی قوت موجود ہو تو ایسے مقام سے ہجرت واجب ہے ایسی صورت میں ہجرت نہ کرنا خود پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔

"وہ لوگ جن کی جانیں فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ان سے فرشتے پوچھتے ہیں تم کاہے میں تھے، کہتے کہ ہم زمین میں کمزور تھے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے ایسوں کا ٹھکانہ جہنم اور بہت بری جگہ پلٹنے کی"۔ (۱۶)

"جب ہجرت فرض ہو جائے تو اپنے اختیار سے کافروں میں رہنا اور ہجرت نہ کرنا ظلم ہے"۔ (۱۷)

ہجرت اس وقت فرض ہوتی ہے جب مسلمان یا تو تعداد میں اتنے کم ہوں کہ دشمن کا مقابلہ نہ کر سکیں اور

"اگر مسلمان کثیر تعداد میں ہوں اور ریاست کو خطرہ لاحق ہو تو جہاد واجب ہو جاتا ہے" (۱۸)

ہجرت صرف اس وقت فرض سمجھی جائے گی جب مسلمانوں کو ریاست کے اندر رہ کر اسلامی قوانین پر عمل کرنا مشکل ہو اور ان کی تعداد بھی اتنی قلیل ہو کہ وہ حالات کا مقابلہ نہ کر سکیں مگر بیرونی دشمن کے مقابلے میں متحد ہونا ریاست کی بقا کے لئے خطرے کا سبب ہوگا۔ مولانا احمد رضا ایک مدبر سیاست دان کی طرح لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرتے ہیں کہ بین الاقوامی طور پر خود کو منوانا اصل مسئلہ نہیں ہے بلکہ اصل مسئلہ بین الاقوامی قوانین کے ان اصولوں کی حفاظت ہے جو ہمیں اسلام نے دیئے۔ ان کی تاریخ اور عالمی سیاست پر انتہائی گہری نظر تھی ان کا خیال تھا کہ مغربی قانون بین الاقوام کے اصول وقتاً فوقتاً اس لئے بدلتے رہتے ہیں کہ یہ ان لوگوں کے بنائے ہوئے ہیں جو پوری دنیا کو اپنا ماتحت دیکھنا چاہتے ہیں جبکہ اسلام نے بین الاقوامی قانون کے جو اصول وضع کئے ان میں اس لئے آفاقیت ہے کہ اس پر عمل کرنے والے فاتح عالم بننے کے خواب

★ (اساتذہ شعبہ سیاسیات، جامعہ کراچی)

نہیں دیکھتے۔ مولانا احمد رضا مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر دیکھنا چاہتے ہیں وہ ''الکفر ملۃ واحدۃ'' کے تحت تمام کفار کو مسلمانوں کے مقابلے میں ایک قوم تصور کرتے ہیں ایک ایسی قوم جو بظاہر متحد ہے مگر ان کے دل اپنے اپنے مفادات کے بارے میں سوچتے ہیں قرآن کریم میں ہے :

''اور جب تو انہیں دیکھے ان کے جسم تجھے بھلے معلوم ہوں اور اگر بات کریں تو تو ان کی بات غور سے سنے گویا وہ کڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئی ہر بلند آواز اپنے ہی اوپر لے جاتے ہیں وہ دشمن ہیں تو ان سے بچتے رہو ''۔(۱۹)

اس آیت کے تحت وہ مسلمانوں کو ہمیشہ کفار کے عزائم سے باخبر رکھتے ہیں وہ بار بار اس بات کا احساس دلاتے ہیں کہ :

''کفار کی گفتگو میں یقیناً مٹھاس ہوتی ہے اور ایسی مٹھاس کہ دل فوراً ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں مگر در حقیقت وہ مسلمانون کے ایسے دشمن ہیں جس سے مسلمانوں کو قطعاً خیر خواہی کی توقع نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ یہ شب و روز مسلمانوں کو کمزور کرنے کے در پے رہتے ہیں''۔(۲۰)

اگر آج کل کے سیاسی حالات پر غور کیا جائے تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ مولانا احمد رضا کا نظریہ آج بھی اتنا ہی مفید ہے کہ جتنا کہ ماضی میں تھا۔

مشرکین سے اتحاد :

مولانا احمد رضا کفار سے اتحاد کے بجائے اس بات کے خواہاں ہیں کہ مسلمان دفاعی امور میں خاص کر اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں عام طور پر اس قابل ہو جائیں کہ انہیں کفار سے مدد مانگنے کی ضرورت نہ پڑے مولانا احمد رضا کے نزدیک کفار سے مدد مانگنا حرام ہے۔ وہ مشرکین سے اتحاد ان کی خیر خواہی اور ان سے کسی بھی قسم کے تعلق کو نہ صرف حرام سمجھتے ہیں بلکہ دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ ان سے کسی بھی قسم کا تعلق کفر تک پہنچا سکتا ہے۔

''مشرکین سے کسی بھی قسم کا تعلق قائم کرنا یا مدد مانگنا اسلام کو کند چھری سے ذبح کرنے کے مترادف ہے کیونکہ یہ اسلام کے دشمن ہیں''۔(۲۱)

''انہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنالیا ہے''۔(۲۲)

''انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت ناشکری سے بدل دی''۔(۲۳)

''اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے''۔(۲۴)

''مولانا احمد رضا کا خیال ہے کہ اگر مشرکین سے کسی بھی قسم کا اتحاد کیا گیا تو افعال معصیت سے نفرت کا دعویٰ غلط قرار پائے گا''۔(۲۵)

اگر علم سیاسیات کی رو سے اس بات کا بغور جائزہ لیا جائے تو آج کل کے حالات میں یہ بات اس لئے درست نظر آتی ہے کہ جب دو دشمن ممالک دوست کے رشتے میں منسلک ہو جاتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کے متعلق کسی بھی قسم کے پروپیگنڈہ سے گریز کرتے ہیں اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ ان دونوں ممالک کے آپس کے تعلقات بہتر ہو گئے ہیں کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دو ممالک کسی ایک شعبہ کی ترقی کی خاطر آپس میں اتحاد کرتے ہیں پھر یہ اتحاد انہیں ایک دوسرے سے قریب لے آتا ہے یہ بہت مشکل ہوتا ہے کہ اتحاد قائم ہونے کے بعد وہاں کے عوام پر اس اتحاد کا اثر نہ پڑے آج کل کے زمانے میں

سب سے خطرناک مسئلہ ثقافت کا ہے اگر مسلمان کفار سے مدد مانگنے کی خاطر اتحاد کریں گے تو مسلمانوں کا دینی تشخص اور پولیٹکل کلچر تباہ ہو جانے کا خطرہ بہر صورت موجود رہے گا۔ مشرکین سے اتحاد اور مدد مانگنا اسلئے بھی مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا کہ حدیث شریف میں ہے :

"عیاض نامی ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے حضور ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : کیا تو مسلمان ہو گیا اس نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا :

"اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین سے تحائف قبول کرنے سے منع فرمایا"(۲۶)

جس قوم سے تحائف قبول کرنا ممنوع ہو اس قوم سے اتحاد و یگانگت اس لئے خطرہ ہے کیونکہ :

"ھآ نتم اولآ ء تحبو نھم ولا یحبو نکم "(۲۷)

"تم ان سے محبت کرتے ہو لیکن وہ تم سے محبت نہیں کرتے"۔(۲۸)

اس اتحاد کے نتیجہ میں اگر ایک دوسرے کے ملک میں آزادانہ آمدورفت شروع ہو گئی تو کمزور ذہن کے مسلمانوں کی طرف سے ہر وقت اس بات کا امکان موجود رہے گا کہ وہ غیر مسلم ریاستوں کی ظاہری چمک دھمک سے متاثر نہ ہو جائیں۔ مولانا احمد رضا کا نظریہ ء قانون بین الاقوام مسلمانوں کو ایک زندہ قوم کی حیثیت سے جینے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اگر چہ ریاستیں آج کے دور میں ایک دوسرے سے اتحاد کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتیں پھر بھی مولانا احمد رضا مسلمانوں کو یہ ترغیب دیتے ہیں کہ مشرکین سے ترک تعلق کر کے بھی زندہ رہا جاسکتا ہے۔ اگر مسلمان ریاستیں باہمی اتحاد کر کے اپنے وسائل ایک دوسرے کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کریں تو مسلم ریاستیں غیر مسلم ریاستوں کی دست نگر ہونے سے بچ سکتی ہیں۔ مغربی قانون بین الاقوام صرف اسی صورت میں قابل عمل ہے جب ایک ریاست موجود ہو۔ بصورت دیگر اگر کوئی ریاست اس کے اصولوں کو ماننے سے انکار کر دے یا اس پر عمل کرنے سے انکار کر دے تو اس پر عمل کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اس قانون کی تعریف ہی اتنی کمزور ہے کہ جس کے مطالعہ سے اس کی کئی خامیوں کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

"قانون بین الاقوام رسم و رواج اور اصولوں کا ایک تسلیم شدہ مجموعہ ہے جس کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ خود مختار ریاستوں کو پابند کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے"(۲۹)

اس تعریف کا مطالعہ کرنے کے بعد کئی سوالات ذہن میں آتے ہیں قانون بین الاقوام کی تشکیل جن لوگوں کے ہاتھوں عمل میں آئی انہوں نے یہ تعریف بہت سوچ سمجھ کر وضع کی ہے بیشک قانون بین الاقوام رسوم و رواج کا مجموعہ سہی لیکن ان رسوم و رواج کا تعلق بھی دراصل انہی اقوام سے ہے جو چھوٹی اقوام کا اپنا ماتحت رکھنا چاہتی ہیں اور ترقی پذیر اقوام پر ہر اعتبار سے اپنی بالادستی قائم رکھنا چاہتی ہیں۔ مولانا احمد رضا نے اس بات کو بخوبی محسوس کیا کہ اگر اقتدار اعلیٰ کمزور ہو تو ریاست میں اندرونی خلفشار بڑھ جاتا ہے۔ ایسی صورت میں بڑی طاقتیں ریاست کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش شروع کر دیتی ہیں جبکہ بین الاقوامی تعلقات کا انحصار صرف اور صرف طاقت پر ہوتا ہے یعنی اس کھیل میں صرف طاقتور ریاستیں ہی جیتتی ہیں۔ طاقت کو بین الاقوامی تعلقات میں سنگ میل کی حیثیت دی جاتی ہے۔ مولانا احمد رضا علیہ الرحمتہ ایسے فلاسفہ سے اتفاق نہیں

کرتے جو ریاست کی بقا میں طاقت کو اہمیت نہیں دیتے۔ ان کے نزدیک ایک مضبوط فوجی قوت ریاست کے دفاع کے لئے اشد ضروری ہے۔ طاقت دراصل کسی ملک کی وہ عمومی صلاحیت ہے جو اسے آج کی بین الاقوامی دنیا میں اپنی راہ متعین کرنے میں مدد دیتی ہے طاقت کا مفہوم یہ ہے کہ ریاست فوجی، معاشی، سیاسی اور نفسیاتی اعتبار سے مضبوط ہو۔ آج کی دنیا میں اپنے قومی تشخص اور نظریہ کا تحفظ بغیر قوت کے ممکن نہیں۔

مولانا احمد رضا انفرادی طور پر بھی مسلمانوں کو اتنا ہی قریب دیکھنا چاہتے ہیں جتنا کے اجتماعی طور پر کیونکہ انفرادی اتحاد ہی کے نتیجہ میں اجتماعی اتحاد وجود میں آتا ہے اور اجتماعی اتحاد سے قوم وجود میں آتی ہے اس بات کا اندازہ مولانا احمد رضا کے اس فتویٰ سے لگایا جاسکتا ہے جس میں آپ رقمطراز ہیں :-

"مسلمانوں کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ کفار سے کسی دینی کام میں مدد لیں یہاں تک کے اگر کافر اور مسلمان کی زمین پر نماز پڑھنے کا موقع آجائے اور کافر مسلمان کو اپنی زمین پر نماز پڑھنے کی اجازت دیدے تب بھی مسلمان کو چاہیے کہ وہ دوسرے مسلمان کی زمین پر بغیر اجازت نماز پڑھ لے بصورت دیگر وہ شاہراہ عام پر نماز پڑھ لے مگر کافر کی زمین پر نہیں"۔(۳۰)

مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ دراصل فرد کی ذہنی تربیت اس انداز سے کرتے ہیں کہ وہ جس ماحول میں چلا جائے اپنے نظریہ سے انحراف نہیں کر سکتا مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ سمجھتے ہیں کہ کوئی قوم بغیر نظریہ کے زندہ نہیں رہ سکتی وہ اپنا تصور قانون بین الاقوام کے اصول اس طرح ترتیب دیتے ہیں کہ ایک مسلم ریاست کو اس بات کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ غیر مسلم ریاستوں سے کن شرائط پر تعلقات قائم کرے تاکہ اس کا تشخص بھی برقرار رہے اور وہ نظریاتی طور پر بھی محفوظ رہے یہ ایک الگ بحث ہے کہ ایک نظریاتی ریاست کو محفوظ رکھنے کے لئے کس قسم کے اقدامات ضروری ہیں۔ مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ کے سیاسی فلسفہ کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ آپ نظریہ پر اس لئے یقین نہیں رکھتے کہ اسے محض کتابوں میں رکھا جائے بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ اس نظریہ کو عملی جامہ پہنایا جائے تاکہ مسلم قوم زوال کا شکار نہ ہونے پائے۔ مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ کا سیاسی فلسفہ مسلمانوں کو عروج و زوال دونوں صورتوں میں خودداری سے جینے کی ترغیب دیتا ہے اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہر قوم کی ترقی کا انحصار اس پر ہے کہ وہ کسی ٹھوس نصب العین کو اپنائیں۔ مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ نے مسلمانوں کو یہ احساس دلایا کہ اسلام کو نشاۃ ثانیہ کی ضرورت نہیں بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کے مفہوم کو صحیح معنوں میں سمجھ کر عمل کیا ہے تو پھر مسلمانوں کو کسی اور نظریہ کی ضرورت نہیں رہے گی۔ تاریخ کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ کی یہ سوچ اس لئے درست ہے کہ اسلام کے مقابلے میں جتنے نظریات ہیں وہ بہت جلد ناکامی سے دوچار ہو گئے بلکہ نظریات تو صرف کتابوں کی زینت بن کر رہ گئے اگرچہ یہ تمام نظریات اپنے زمانے میں انتہائی مقبول رہے پھر بھی کچھ وقت گزرنے کے بعد ان کی موجودہ جاذبیت نہ صرف ختم ہو گئی بلکہ ان کی جگہ دوسرے نظریات نے لے لی۔ بیسویں صدی کا انتہائی مقبول نظریہ کمیونزم ہے مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ بھی اپنی افادیت کھو چکا ہے۔

مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ نے کمیونزم کا وہ دور دیکھا ہے جسے اس کا دور عروج کہا جاسکتا ہے مگر اس کے باوجود انہوں نے مسلمانوں کو نہ صرف ان نظریات سے دور رہنے کی تلقین کی

بلکہ وقتاً فوقتاً یہ بتاتے رہے کہ مسلمان کس طرح اپنی انفرادیت برقرار رکھ سکتے ہیں۔ مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ الہامی اور انسانی علوم کے فلسفے سے بخوبی واقف تھے۔ مغربی فلسفہ سیاست نہ صرف یہ کہ ایک مکمل شخصیت کی تعمیر نہیں کر سکتا بلکہ انسان کو ایسی راہ کی طرف لے جاتا ہے جہاں دشمنی، حرص، خود غرضی کے علاوہ اور کچھ نہیں پایا جاتا۔ مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ سمجھتے ہیں کہ مغرب کا سیاسی فلسفہ اسلامی ریاستوں کے لئے اس لئے ناقابل عمل ہے کہ مسلمانوں کے پاس خود اپنا ایک سیاسی فلسفہ موجود ہے جسے مسلمانوں نے بھلا دیا ہے اس لئے مسلمانوں کا سیاسی نظام انتشار کا شکار ہو گیا ہے۔ اسلامی ریاستوں کے لئے یہ لمحۂ فکر یہ ہے کہ وہ من حیث القوم اپنی اجتماعی موت سے بچنے کے لئے اپنے سیاسی فلسفے پر توجہ دیں تاکہ ان کی حالت بہتر ہو سکے اور بین الاقوامی طور پر وہ اپنا ایک منفرد مقام بنا سکیں۔ مغرب کے سیاسی فلسفہ سے یہ توقع عبث ہے کہ وہ اسلامی ریاستوں کا مسئلہ حل کر سکے گا۔ اسلامی ریاستیں اگر اپنے وسائل یکجا کر کے اپنے فلسفہ ء سیاسی کے تحت سوچنا شروع کر دیں تو انہیں مغربی ریاستوں کی مدد کی ضرورت نہیں پڑے گی بلکہ ان کے یکجا ہونے سے ہو سکتا ہے کہ دوسری ریاستوں کو ان سے مدد لینے کی ضرورت پیش آئے۔ مغربی سیاسی فلسفہ بین الاقوامی طور پر جو ماحول بنانا چاہتا تھا وہ آج تک نہ بن سکا اس فلسفہ کے تحت وجود میں آنے والی تنظیم League of Nations اپنے مقاصد میں ناکام ہو کر ختم ہو گئی اور اس کے بعد قائم ہونے والی تنظیم اقوام متحدہ کے بارے میں بھی یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہ نہ صرف بڑی طاقتوں کی آلہ ء کار ہے بلکہ انہیں کے مفادات کا تحفظ کرتی ہے اور چھوٹی ریاستوں کو اس تنظیم کی موجودگی کے باوجود عموماً فائدہ نہیں پہنچتا مسلمانوں کے لئے یہ مقام غور ہے

کہ اسلامی ریاستیں اس مسئلہ کا بنظر غائر مطالعہ کریں کہ جب سے اقوام متحدہ قائم ہوئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک کیا مسلمانوں کا کوئی مسئلہ اس تنظیم نے حل کیا۔ ممکن ہے اگر یہی صورت حال رہی تو اقوام متحدہ کے مستقبل کے بارے میں بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اسی لئے مولانا احمد رضا یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان بین الاقوامی طور پر باوقار رہنے کے لئے اس نصب العین کی طرف توجہ دیں جو مغربی سیاسی فلسفہ کے مقابلے میں ہر تضاد سے مبرا ہے۔ اس نصب العین کے تحت فرد کی تربیت اس طرح کی جاتی ہے کہ وہ حرص، عداوت، خود غرضی کے جذبے سے نہ صرف دور رہتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتا ہے اس نصب العین کے تحت مسلم معاشرے کے ایک فرد کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے یہ حدیث ایک مسلمان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی بدل دینے کے لئے نہ صرف ایک مکمل نصب العین کی حیثیت رکھتی ہے بلکہ بین الاقوامی برادری کا ایک بہت بڑا مسئلہ اس حدیث کے ذریعے حل ہو جاتا ہے کیونکہ آج قانون بین الاقوام کے لئے یہ مسئلہ نہایت اہمیت اختیار کر گیا ہے کہ جارحیت کو کیسے روکا جائے۔ جب انفرادی طور پر جارحیت کا خاتمہ ہو جائے گا اور لوگ ایک دوسرے کے حقوق غصب کرنا چھوڑ دیں گے تو پھر اجتماعی اور بین الاقوامی سطح پر بھی جارحیت کا خاتمہ کرنا آسان ہو جائے گا۔ مولانا احمد رضا علیہ الرحمتہ کے خیال میں اگرچہ اسلامی ریاستیں بکثرت موجود ہیں انہیں خود مختاری بھی حاصل ہے مگر عالمی سطح پر ان کی ناکامی کا عمل ان میں قوت فیصلہ کی عدم موجودگی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مسلمان نادانستہ طور پر اپنے دشمنوں کو تقویت پہنچا رہے ہیں مغرب مسلمانوں کو یہ تاثر دے کر کہ اسلام ایک فرسودہ قانون

کی حیثیت رکھتا ہے انہیں اپنی عظمت رفتہ سے غافل کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں نے بالعموم اور اسلامی ریاستوں نے بالخصوص اپنے تمام مسائل حل کرنے کی غرض سے مغرب کی طرف توجہ دینا شروع کر دی اور اس طرح مغرب نے بڑی خوبصورتی سے مسلمانوں کے وسائل پر قبضہ کر کے انہیں استعمال کرنا شروع کر دیا۔ مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان اپنے مسائل خود حل کرنے کی طرف توجہ دیں مسائل کی نوعیت خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو کسی غیر مسلم سے مدد کی درخواست نہ کی جائے ایک مسلمان کی تمام تر توجہ ہر حال میں اللہ کی طرف ہونی چاہیے اسی صورت میں ایک اسلامی ریاست انفرادی اور عالمی سطح پر برقرار رہ سکتی ہے۔ اسلامی ریاست کی بقا کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ اسکا ہر فرد حضور علیہ ﷺ کو پیغمبر انقلاب سمجھے ان کو اپنی محبت و عقیدت کا محور سمجھے ان کی ذات گرامی کو اپنا آئیڈیل بنائے اور اسوۂ حسنہ سے ہر حال میں رہنمائی حاصل کرے کیونکہ اسی صورت میں بہترین سیاسی اور ثقافتی ماحول وجود میں آسکتا ہے جس کا نتیجہ میں ریاست کو بہترین اور تربیت یافتہ شہری میسر آسکتے ہیں۔ بہتریں سیاسی ذہن رکھنے والے یہ شہری نہ صرف عالمی سطح پر ریاست کو مضبوط اور مستحکم کر سکتے ہیں بلکہ دوسری ریاستوں کے لئے اس ریاست میں چلنے والا نظام مثالی نوعیت کا ہوگا۔ مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ نے اس بات کو بین الاقوامی طور مستحکم، مضبوط اور مثالی دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ ان کے زمانے میں عالم اسلام انتشار کا شکار تھا اس لئے مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اس بات کی کوشش کی کہ مسلمانوں کو دور عروج کی طرف واپس لایا جائے خواہ اس کے لئے کتنی ہی بڑی قیمت ادا کرنی پڑے۔ مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ اپنے سینے میں ایک درد مند دل رکھتے تھے اس لئے وہ مسلمانوں کی بقا کے لئے ضروری سمجھتے تھے کہ خود مختار، مستحکم اور عالمی سطح پر اسلامی ریاستوں کا وجود انتہائی ناگزیر ہے۔ اس کے بغیر مسلمان بین الاقوامی سطح پر بے حیثیت اور کمزور رہیں گے اور بین الاقوامی سطح پر ان کی ہر بات بے معنی ہو گی۔ مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ نے ہمیشہ غیر مسلم قوم سے احتراز کیا مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ اللہ نے وسائل کی قلت کو کبھی اہمیت نہ دی اور ہمیشہ کلمہ ٔ حق کی بلندی کے لئے سر گرم عمل رہے آپ کسی سے مرعوب ہوئے بغیر مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے کوشاں رہے۔ آپ ملت اسلامیہ کو درپیش مسائل سے نہ صرف واقف تھے بلکہ یہ سمجھتے تھے کہ اگر ان مسائل کو حل نہ کیا گیا اور مغربی اقوام اپنی سازشوں میں کامیاب ہو گئیں تو مسلمانوں کے لئے نہ صرف نئے مسائل پیدا ہو جائیں گے بلکہ بر صغیر میں ایک آزاد مسلم ریاست کا قیام مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جائے گا انہوں نے اپنے سیاسی نظریات کی وضاحت کے لئے مغربی فلسفے کے بجائے قرآن و حدیث کا سہارا لیا کیونکہ اس کے بغیر اپنا سیاسی موقف بیان کرنا انتہائی بے معنی ہوتا۔ مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ چاہتے تھے کہ پوری دنیا میں اسلام کا غلبہ اس طرح ہو کہ ظلم اور ناانصافی کا خاتمہ ہو جائے اور پوری عالمی برادری سکھ کا سانس لے سکے اور دنیاوی زندگی جنگ و جدل میں مصروف رہنے کے بجائے امن و امان سے بسر ہو۔ تاکہ انسان اپنی آخرت بہتر بنانے کی طرف توجہ دے سکے۔

حوالہ جات

(۱۵) مولانا احمد رضا خاں، "فتاویٰ رضویہ" کتاب ایسر، لد ۶، مکتبہ ٔ رضویہ، کراچی، آرام باغ روڈ، تاریخ طباعت مذکور نہیں ص ا۔

(۱۶) مولانا احمد رضا خاں بریلوی، "کنز الایمان"، س ۱۲۱، آیت

۹۷، ص ۱۲۱

(۱۷) شیخ اسماعیل حقی البروسی "تفسیر روح البیان" داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۸۵، ص ۲۶۸۔

(۱۸) ابن عبدالبر، "التمہید"، جلد ۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۸، ص ۱۹۲۔

(۱۹) "کنزالایمان"، س ۶۳، آیت ۴، قدرت اللہ کمپنی لاہور ۱۹۷۰، ص ۲۳۷۔

(۲۰) علامہ اسماعیل حقی مترجم مولانا فیض احمد اویسی، "فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان"، پارہ ۲۸ / ۷ ۲ مکتبہ اویسیہ، بہاولپور، ۱۹۹۱، ص ۴۰۵ / ۴۰۶۔

(۲۱) مولانا احمد رضا، "فتاویٰ رضویہ"، جلد ۶، مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی، تاریخ طباعت مذکور نہیں، ص ۵

(۲۲) مولانا احمد رضا، "کنزالایمان"، س ۵، آیت ۷۵، قدرت اللہ کمپنی، ص ۶۵۱ تاریخ طباعت مذکور نہیں۔

(۲۳) مولانا احمد رضا خاں، "کنزالایمان، س ۱۴، آیت ۲۸ قدرت اللہ کمپنی ص ۳۳۵، تاریخ طباعت مذکور نہیں۔

(۲۴) مولانا احمد رضا خاں، "کنزالایمان"، س ۷ ۲، آیات ۲۲۶، قدرت اللہ کمپنی، ص ۳۳۵، تاریخ طباعت مذکور نہیں۔

(۲۵) مولانا احمد رضا خاں، "فتاویٰ رضویہ"، جلد ۶، مکتبہ رضویہ آرام باغ روڈ، ص ۵ تاریخ طباعت مذکور نہیں۔

(۲۶) محمد بن احمد سرخسی، "شرح کتاب السیر الکبیر"، جلد ۱ دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۷، ص ۷۰۔

(۲۷) القرآن، س ۳ آیت ۱۱۹۔

(۲۸) مولانا احمد رضا خاں، "کنزالایمان"، س ۳، آیت ۱۱۹، قدرت اللہ کمپنی۔

(۲۹) Gerhard Von Glahn, "Law Among nations", Allyn and Bac con-Boston, London, 1991,p.2.

(۳۰) مولانا احمد رضا خاں، "فتاویٰ رضویہ"، جلد ۶، ص ۱۸، تاریخ طباعت مذکور نہیں۔

امام احمد رضا اور علم حجریات (PETROLOGY)

از: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری★

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی کو علم حجریات (Petrology) پر بھی دیگر علوم کی طرح بھرپور دسترس حاصل تھی اس سلسلے میں مسئلہ تیمّم بیان کرتے ہوئے آپ نے کئی ضمنی رسائل تحریر کیے جو علم و تحقیق کا انمول خزانہ ہیں۔ امام احمد رضا نے اس سلسلے میں ایک رسالہ بعنوان

المطرالسعید علی نبت جنس الصعید (۱۳۳۵ھ)

تحریر فرمایا تھا۔ اس رسالے سے یہاں صرف اس بات کا ذکر کیا جارہا ہے کہ کسی پتھر کے متعلق کس طرح معلوم کیا جائے کہ وہ جنس ارض (Earthy) ہے یا نہیں کیونکہ تیمّم کے لئے احناف کے نزدیک یہ شرط ہے کہ وہ شئ (پتھر) جنس ارض سے ہو ورنہ اس سے تیمّم نہیں ہوگا اگرچہ وہ پتھر سے زیادہ سخت کیوں نہ ہو اور دیکھنے میں بھی پتھر معلوم ہو۔ اسی طرح اس مضمون سے یہ بھی آگاہی ہوگی کہ امام احمد رضا ماہر علم حجریات کی طرح معدن (Metal) کی باقاعدہ (Scientific) تعریف کی ہے اور علم حجریات کی بعض ایسی اصطلاح فراہم کی ہیں جو کسی عربی لغت میں بھی دستیاب نہ تھیں۔

علم حجریات (Petrology) علم ارضیات (Geology) کی شاخ ہے اور اس کی تعریف کچھ یوں ہے:

"The branch of Geology that dealing with origin, occurrence, Structure ad history of rocks."

(Glossry of Geology P-532)

یعنی حجریات وہ علم ہے جس میں پتھروں کی تاریخ، بناوٹ، ہیئت اور ان کی ساخت سے متعلق معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ تفصیل میں جائے بغیر اتنا بتاتا چلوں کہ ماہرین علم حجریات اول چٹانوں کو تین گروپ میں تقسیم کرتے ہیں۔

(۱) آتشی چٹانیں (Igneous Rocks)

یہ لاوا (Lava) سے بنتی ہیں جب لاوا آتش فشاں پہاڑوں سے باہر مائع، گیس کی صورت میں آتا ہے اور زمین پر آنے کے بعد ٹھنڈا ہو کر سخت ہو جاتا ہے اسی طرح اس کے گیس کے اجزاء بھی دور جا کر ٹھنڈے ہو کر پتھر کی طرح سخت ہو جاتے ہیں۔ ان پتھروں میں زیادہ تر معدنیات (Metallicores) ہوتی ہیں مثلاً لوہا، میگنیز، سونا، چاندی، پلاٹینم، ایلومونیم اور ساتھ ہی ساتھ ان پتھروں میں جواہرات بھی ہوتے ہیں۔

(۲) رسوبی چٹانیں (Sedimentary Rocks)

جن کو (Earthy rocks) بھی کہا جاسکتا ہے اور جنس ارض کا اطلاق ان ہی اقسام کی (Rocks) پر ہوتا ہے۔ یہ چٹانیں سمندروں میں مٹی کے ذرات کی تہ بہ تہ جمنے کے باعث بنتی ہیں مثلاً رسوبی پتھر (Sandstone) یا سمندر کے اندر Precipitation کے عمل کے ذریعہ بنتی ہیں جیسے چونے

★(چیئرمین شعبہ ارضیات جامعہ کراچی)

کا پتھر Limestone یا پھر Evaporation کے عمل سے
بنتی ہیں مثلاً لاہوری نمک، (Rock Salt) جپسم
(Gypsum) وغیرہ۔

(۳) متغیر چٹانیں (Metamorphic Rocks)

یہ چٹانیں آتشی یا رسوبی میں تبدیلی کے باعث بنتی
ہیں کہ جب ان دو میں سے کوئی سی چٹانیں ایک زمانے تک زیادہ
Pressure اور زیادہ Tempratcre کے زیر اثر ہوتی ہیں
تو ان میں تبدیلی آجاتی ہے مثلاً چونے کا پتھر تبدیل ہو کر ماربل
(Marble) میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

ماہرین حجریات نے ہر قسم کی چٹان میں موجود معدن
(Minerals) کو دو بنیادی اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

(1) دھاتی معدن (Metallic Minerals)

(2) غیرُ دھاتی معدن (Non-Metallic Minerals) یا
پھر ماہرین نے ان معدن کی کیمیائی ترکیب (Chemical
Composition) کی بنیاد پر آٹھ گروپ میں تقسیم کیا ہے مگر
لفظ دھات (Metal) کی تعریف کسی بھی ماہر نے نہیں کی مگر
امام احمد رضا نے نہ صرف Metal کی تعریف (Defination)
بتائی بلکہ جنس عرض معلوم کرنے کیلئے ایک کلیہ (Heat
Test or Flame Test) استعمال کیا ہے کہ آگ کا ان پر
کیا اثر ہوتا ہے۔ ان اثرات کی بنیاد پر پتھروں کی اقسام بتائیں جاتی
ہیں خیال رہے کہ یہاں پتھر سے مراد وہ سخت چیز ہے جو پتھر
ہے یا پتھر نما مگر اس کا تعین کہ وہ جنس ارض (Earthy) ہے یا
نہیں اس وقت ہوگا جب اس کو آگ (Heat) فراہم کریں اور
پھر اس میں تبدیلی آئے چنانچہ آپ نے جنس ارض کے لئے
(کتاب حلیہ کے حوالے سے) ایک قانون (Law) یہ فراہم
کیا کہ:

جنس ارض وہ ہے جو آگ سے جل کر راکھ (Ash) نہ ہو جائے
اور جو نرم (Soft) نہ ہو اور منطبع (Mallaeable) نہ ہو۔
(جدید فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۵۸۲ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

امام احمد رضا جنس ارض کے حوالے سے رقم طراز ہیں
"علما کرام نے بیان جنس ارض میں ان آثار سے کہ
اجسام میں نار سے پیدا ہوتے ہیں پانچ لفظ (Five
Characters) ذکر فرمائے ہیں" احتراق، ترمد،
لین، ذوبان اور انطباع (ص ۵۷۹)

امام احمد رضا ہر ایک کے متعلق تفصیلاً رقمطراز ہیں:

ا۔ احتراق۔ (Burning)

شئے اثر نار سے کلاً (Completely) یا بعضاً
(Partially) فاسد (Spoil) و خارج عن المقاصد
(Not remain as orignal) ہو جائے۔ جیسے زمین
سوختہ (Baked earth) کے اثر نار سے بشدت گرم ہو کر
سیاہ ہو گئی...... اس سے تیمّم جائز ہے۔ (ص ۵۸۰)

اس عمل میں امام احمد رضا نے یہ بتایا ہے کہ آگ کی
تپش سے زمین کی رنگت تو بدل سکتی ہے مگر وہ زمین کی اجزا ہی
رہیں گے اس لئے اس کا اطلاق جنس ارض سے ہوگا اور اس سے
تیمّم جائز ہے چنانچہ طحطاوی اور شامی کے حوالے سے نقل کرتے
ہیں:

"جب زمین کی مٹی کسی اور ملنے والی چیز کے بغیر
اس حد تک جلا دی گئی ہو کہ سیاہ بن گئی ہو تو اس
سے تیمّم ہو سکتا ہے اس لئے کہ اس سے محض مٹی
کے رنگ میں تغیر آیا ہے حقیقت اور ذات میں
تبدیلی نہیں آئی (ص ۵۸۰)

(۲) ترمُّد (Ash) راکھ ہو جانا

امام احمد رضا اس عمل کے لئے چار صورتیں بیان

کرتے ہیں جس میں شئے جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔

(ا) انتفا (Sublimation) جب شئ جل کر بالکل فنا ہو جائے جیسے گندھک (Sulfur) یا نوشادر AlCL2 (جو آگ کے اثر سے بالکل غائب ہو جاتے اور بخارات بن کر اڑ جاتے ہیں)

(ب) انطفا (Residuate) بعد عمل نار اس کے سب اجزاء بر قرار رہیں مگر پانی کی کوئی نمی تھی وہ خشک (Dry) ہو گئی۔

(اس عمل میں اس شی میں موجود پانی خشک ہو جاتا ہے اور وہ بعد میں راکھ کی شکل اختیار کر لیتی ہے)

(ج) انتقاص۔ اس کی بھی دو صورتیں ہیں:

(i) تکلیس احجار (Unhydrates)۔ نار جب کسی شئ کے اجزاء رطبہ ویابسہ (Dry and wet Particles) میں تفریق (Separation) کر دے۔ نہ حجم میں فرق آیا نہ بہت ضعیف (Weakrock) ہوا۔

(ii) ترمد۔ Ash اس میں اگر رطوبات کثیرہ سب فنا (Dry) ہونے سے پہلے آگ بجھ گئی اور دوبارہ جلنے کی صلاحیت باقی رہی تو یہ انگشت، کولا (Coal) ہے ورنہ راکھ (Ash) جس کے اجزاء ہاتھ لگنے سے بکھر جاتے ہیں۔

(۳) لین (Calcination)

اس میں ہر شی پک کہ (Through Burning or Baking) اپنی اصلی حالت سے نرم ہو جاتی ہے جیسے چونا۔

امام احمد رضا اس عمل میں اپنا ایک مشاہدہ اقول کے تحت نقل کرتے ہیں۔

"اس میں (لین کے عمل میں) کلا "یا بعض" بقائے جسم (Remaining Part) شرط ہے۔ نیز یہ بھی لازم کہ اگر چہ گرہ (Bounding) قدر سے ست (Loose) ضرور ہوئی کہ پہلی سی باہم گرفت (Stiffen/ وصلابت (Cohesiveness) (Hardend) نہ رہی مگر جسم کہ منجمد تھا اپنے انجماد پر رہے۔ (ص ۵۸۱)

(۴) ذوبان پگھل جانا (Melting)

اس عمل کے متعلق امام احمد رضا اقول کے ذریعہ اپنی فکر دے رہے ہیں:

"یہ وہ صورت ہے کہ اجزاء موجودہ کی گرہ (Bondin) قریب انحلال (یعنی بہت Loose Bonding حالت) ہے نہ تو پوری طرح کھل گئی (کہ اجزاء جدا ہو جائیں) کہ اثر نار سے ان میں کے رطبہ یابسہ کو چھوڑ کر اڑ جائیں (یعنی پگھلے ہوئے دھات کی سی صورت ہوتی ہے کہ وہ پانی کی طرح بہنے لگتی ہے) نہ وہ گرفت رہی (Melt کی صورت میں) کہ بندھی رہے۔ لہذا یہ اجزاء رطبہ (Wet Particles) فراق چاہ کر اڑنا چاہتے ہیں یعنی پگھلے ہوئی دھات میں سے پانی کے اجزاء اڑ جانا چاہتے ہیں) کہ آگ کی گرمی اس کی مقتضی (کہ High Tempratuce میں پانی کی اجزاء اپنی جگہ نہیں ٹھرتے اور اڑ جاتے ہیں) اور گرہ بہت ست ہو گئی لیکن اجزائے یابسہ (Dry Parti-cles) نہیں یعنی (Wet Partivles) کو نہیں چھوڑتے کہ ہنوز تماسک (Cohesiveness) (or power to hold together) باقی ہے اس کشمکش میں روانی تو ہوئی مگر مع بقائے اتصال (Contact of dry and wet particales) زمین ہی پر رہی اس نے صورت سیلان (flow) پیدا کی"۔ (ص ۵۸۱)

اس عمل میں امام احمد رضا کی Metal سے متعلق تعریف سامنے آتی ہے جو اس طرح ہے:

" Metal۔(دھات) وہ شی ہے کہ جب اس کو اثر نار کے تحت رکھا جائے تو وہ مائع کی طرح بہے گی اس میں موجود رطبہ ویابسہ اجزاء علیحدہ نہ ہو سکیں گے اگر چہ عمل نار سے ان کے bonds کمزور ضرور ہو جاتے ہیں یعنی Wet & Dry Particles کے Bond ٹوٹتے نہیں اور ان میں باہم Contact باقی رہتا ہے اگر یہ Bond ٹوٹ جائے تو پھر پانی کے اجزاء اڑ جائیں گے اور اس کی پگھلی حالت فوراً ختم ہو جائے گی اور سخت چیز کی طرح جسم باقی رہ جائے گا۔ یہ اگر چہ Melting Process کا بیان ہے مگر Metal کی تعریف اس میں یہ نکل کر سامنے آئی کہ :

"شیٔ جب عمل ناز سے گزرے تو مائع کی طرح بہے اور اس کے دونوں اجزاء جدا نہ ہوں"۔

(۵) انطباع۔(Malleability)

یہ لفظ اگر چہ عربی ہے مگر زبان عرب پر نہیں نہ ان سے کبھی منقول ولہذا القاموس، محیط حتیٰ کہ تاج العروس کے متدرکات تک اس کا پتہ نہیں ہاں فقہا کرائے نے اس کو استعمال کیا ہے۔ جس کا پہلا سراغ امام شمس الائمہ سرخسی تک چلتا ہے شیخ الاسلام خزی نے اس کے معنی (پارہ پارہ نرم ہونا) فرمائے ہیں (ص ۵۸۱)

اس کے بعد اقول کر کے فرماتے ہیں :

"اس سے تو یہ ظاہر کہ لین انطباع میں داخل اور اس کا جزء ہے لیکن علامہ خسرو نے انطباع کو خود لین سے تفسیر کیا ہے جس سے روشن کہ دونوں ایک چیز ہیں"

مزید اپنی تحقیق کہ انطباع کیا ہے لکھتے ہیں :

"انطباع طبع سے ماخوذ ہے طبع بمعنی عمل صنعت ہے تو انطباع بمعنی قبول صنعت ہے یعنی شی کا قابل ہو جانا کہ وہ جس طرح گھڑنا چاہے گھڑ سکے جس سانچے میں ڈھالنا چاہیں ڈھل سکے اور یہ نہ ہو گا مگر بعد لین و نرمی تو لین (Softness) نہ اس کا عین نہ جز بلکہ اس کی علت اور گھڑنے کی صورت میں اسے لازم ہے جیسے سونا چاندی، لوہے کا آگ سے نرم ہو کر ہر قسم کی گھڑائی کے قابل ہو جانا اور ڈھانے کی صورت میں ذوبان (Melting) اس کی علت ہے۔ (۵۸۳)

امام احمد رضا نے واضح طور سے اس بات کی نشاندہی فرمائی ہے کہ کچھ قسم کے پتھر یا معدن ایسے ہوتے ہیں کہ آگ پر وہ اتنے نرم ہو جاتے ہیں کہ ان کو جس سانچے میں ڈھالنا چاہیں ڈھل جاتے ہیں اور یہ عمل مختلف قسم کی دھات بنانے میں یا Alloy بنانے میں کام آتا ہے جس سے اور مختلف چیزیں بنائی جاتی ہیں اس پر مزید تحقیق کی جائے تو امام احمد رضا کا نظریہ Metallurgy بھی سامنے آسکتا ہے۔ قدرت نے امام احمد رضا کو حقیقتاً تمام علوم وفنون کی بھرپور سمجھ اور صلاحیت عطا کی تھی۔

(قسط اول)

فقیہ اعظم ہند

مفتی شریف الحق امجدی کا کارنامہ

علامہ عبدالحکیم شرف قادری★

سرزمین پاک و ہند وہ مردم خیز خطہ ہے جہاں سے ہزاروں ایسے افراد پیدا ہوئے جو نہ صرف خود صراط مستقیم پر گامزن تھے بلکہ ان گنت بندگان خدا کے لئے نقوش کف پائے مصطفےٰ (ﷺ) روشن کر گئے۔

ایسی ہی ایک شخصیت فقیہ اعظم ہند، حضرت علامہ مولانا مفتی شریف الحق امجدی مد ظلہ ہیں، جو بلا شبہ نادر روزگار فقیہ اور پاک و ہند کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے ناظم تعلیمات، شعبہ افتاء کے صدر نشیں ہیں، ان کے ماتحت متبحر فضلاء کی ایک جماعت ہے جو امت مسلمہ کو پیش آنے والے مسائل میں قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں راہنمائی فراہم کرتی ہے۔

حضرت مفتی صاحب مد ظلہ العالی موجودہ دور کے پاک و ہند کے علماء اہل سنت و جماعت کی صف اول کے ممتاز ترین عالم اور جامع الصفات شخصیت ہیں، وہ بیک وقت فقیہ بھی ہیں اور محدث بھی، مدرس بھی ہیں اور مناظر بھی، وہ خطیب بھی ہیں اور ادیب بھی، وہ معقولات کے متبحر فاضل بھی ہیں اور منقولات کے بحر مواج بھی، غیرت ملی کا پیکر بھی ہیں اور عشق خدا و رسول (جل جلالہ ﷺ) کا مجسمہ بھی، انہیں بجا طور پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کے پیر خانے کے موجودہ سجادہ نشین حضرت پروفیسر ڈاکٹر سید امین میاں مد ظلہ العالی نے "فقیہ اعظم ہند" ایسے پر شکوہ لقب سے نوازا ہے، جس پر ہندوستان کے اکابر علماء اہل سنت نے مہر تصدیق ثبت کی ہے، اس عظمت و جلالت کے ساتھ وہ اخلاق جمیلہ کا بہترین نمونہ بھی ہیں ان میں اسلاف کی سادگی اور اصاغر نوازی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔

حضرت مفتی صاحب مد ظلہ ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء کو مردم خیز قصبہ گھوسی، ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے، آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت صدرالشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب بہار شریعت) کے ساتھ جاملتا ہے، آپ کی ارجمندی ہے کہ آپ کو اس وقت کے متحدہ پاک و ہند کے اساطین علم و فضل اور مقتدیان رشد و ہدایت سے اکتساب فیض کا موقع ملا، ابتدائی عربی کتب سے لے صدرا، حمداللہ، ہدایہ اور ترمذی شریف تک کتب درس نظامی دارالعلوم اہل سنت مدرسہ اشرفیہ، مصباح العلوم، مبارکپور (جو اس وقت جامعہ اشرفیہ، مبارکپور کے نام سے شہرہ آفاق ہے) میں پڑھنے کا موقع ملا، اور جلالۃ العلم، حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز مرادآبادی کے فیض علم سے بہرہ ور ہوئے، شوال المکرم ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء میں مدرسہ مظہر اسلام، مسجد بی بی جی، بریلی شریف میں محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد چشتی قادری کے پاس صحاح ستہ پڑھ کر دورہ حدیث کی تکمیل کی، حضرت صدرالشریعہ کے یہ دو شاگرد حافظ ملت اور محدث اعظم پاکستان وہ ہیں جن کا

★ (شیخ الحدیث، جامعہ نظامیہ لاہور)

علمی اور روحانی فیض نہ صرف پاک و ہند کے گوشے گوشے میں پہنچا ہوا ہے، بلکہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی جلوہ گر ہے۔ مفتی صاحب ان دونوں کے فیض و برکت کے جامع ہیں ان کے علاوہ بھی متعدد اکابر کے فیض یافتہ ہیں۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہ سلسلہ ء عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ امجدیہ میں نہ صرف حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقۃ مولانا محمد امجد علی اعظمی کے مرید ہیں، بلکہ ان کے خلیفہ ء مجاز بھی ہیں، حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی اور احسن العلماء حضرت سید شاہ حسن حیدر میاں، سابق سجادہ نشین مارہرہ شریف نے بھی انہیں اجازت و خلافت سے نوازا، مختصر یہ کہ اکابر عصر کی عنایات اور نوازشات کا ایک ایسا مجموعہ تیار ہوا جسے آج دنیا شارح بخاری اور فقیہ اعظم ہند کے محترم القاب سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

حضرت شارح بخاری کا خصوصی امتیاز یہ کہ انہوں نے حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی سے درس بخاری شریف لیا اور چودہ ماہ ان کی خدمت میں گزار کر افتاء کا تجربہ حاصل کیا، گیارہ سال دار العلوم مظہر اسلام، بریلی شریف میں مدرس بھی رہے اور حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں کی راہنمائی میں فتوے بھی لکھتے رہے، اس دور میں تقریباً پچیس ہزار فتوے آپ کے قلم سے لکھے گئے ہوں گے، افسوس کہ وہ فتوے محفوظ نہیں رہ سکے، اس کے علاوہ متعدد مدارس میں معقولات و منقولات کی آخری کتابیں اور دورہ حدیث بھی پڑھاتے رہے ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء سے شہر ستان علم و فن الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور میں تشریف فرماہیں اور اس وقت صدر مفتی بھی ہیں، ناظم تعلیمات بھی، جدید مسائل کی تحقیق کے لئے قائم مجلس شرعی" کے سرپرست بھی ہیں۔

حضرت فقیہ اعظم ہند نے تصانیف کا بھی اچھا ذخیرہ تیار کیا ہے، ان میں سر فہرست "نزھۃ القاری شرح بخاری" انکا عظیم الشان کارنامہ ہے، جس پر وہ بلا شبہ ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں، الحمدللہ! یہ شرح نو جلدوں میں مکمل ہو گئی ہے اور چھپ بھی گئی ہے، اس شرح کا آغاز مولانا علامہ یٰسین اختر مصباحی (دہلی) اور مولانا افتخار احمد قادری (مدینہ منورہ) کی تحریک پر ہوا، اختصار کے پیش نظر مکرر احادیث کا ذکر صرف ایک دفعہ کیا ہے، اور بخاری شریف کے ابواب ذکر نہیں کئے ورنہ احادیث کو مکرر لانا ضروری ہوتا ہے البتہ اہم تراجم ابواب پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے اور ابواب کے ذکر کا فائدہ "احکام مستخرجہ" کا عنوان قائم کر کے پورا کر دیا گیا ہے، احادیث کے راوی صحابہ کرام کے حالات باالتزام بیان کئے گئے ہیں، بعض تابعین کا بھی تذکرہ کر دیا گیا ہے۔ ہر حدیث کا نمبر لگا دیا گیا ہے اور اس کے اہم مضمون کو سامنے رکھ کر عنوان بھی قائم کر دیا ہے، یہ حوالہ بھی دے دیا گیا ہے کہ حدیث بخاری شریف اور صحاح ستہ کی دیگر کتب میں کہاں کہاں واقع ہے؟

مقدمہ میں دیگر ضروری معلومات کے علاوہ خاص طور پر تین عنوانوں پر بھی گفتگو کی گئی ہے (۱) مسامحات بخاری (۲) امام اعظم کی مختصر سوانح اور (۳) فقہ حنفی کا تعارف شرح بخاری میں حدیث کے صحیح ترجمہ اور صحیح مطلب بیان کرنے کے ساتھ ہی حضرات حنفیہ اور شافعیہ کے اختلاف کے نشاندہی بھی کی گئی ہے اور دلائل سے بتایا ہے کہ مذہب حنفی کو کیوں ترجیح ہے؟ اسی طرح اعتقادی مباحث میں مسلک اہل سنت و جماعت کی حقانیت اور برتری اس طرح بیاں کی ہے کہ تسلیم کے بغیر چارہ نہیں رہتا۔

مختصر یہ کہ موجودہ دور میں اردو میں لکھی گئی یہ مکمل اور بہترین شرح ہے جو علماء، وکلاء، مدرسین، طلبہ اور عوام و خواص کے لئے یکساں مفید ہے، اللہ تعالیٰ حضرت شارح بخاری کو

دنیا اور آخرت میں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے اور اس شرح کو ملت اسلامیہ کے لئے مفید اور مقبول بنائے۔

۱۹۹۶ء میں شارح بخاری نے حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں، سجادہ نشین مارہرہ شریف کے ہمراہ زامبیا، زمباوے، حرمین شریفین اور پاکستان کا سفر کیا، ۲۸، اگست کو حضرت شارح بخاری، جناب حاجی ابوبکر (کراچی) کے ہمراہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور تشریف لائے، حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ، راقم الحروف اور دیگر اساتذہ و طلبہ نے ان کا پرتپاک استقبال کیا، ان سے پوچھا گیا کہ آپ تو تصویر کو جائز قرار نہیں دیتے، تو آپکا پاسپورٹ کس طرح بن گیا؟ انہوں نے فرمایا، ہمارے ایک شاگرد نے ہمیں ناشتے کی دعوت دی، ان کے ہاں گئے تو ہماری تصویر بنالی گئی، فلیش کی چمک دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا کیا؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ کو بیرونی دورے پر بھجوانے کے لئے پاسپورٹ بنوانا ہے، اس کے لئے آپ کی تصویر لی گئی ہے۔

چائے کے بعد روانہ ہونے لگے تو مجھے فرمایا کہ آپ کے پاس وقت ہو تو ہمارے ساتھ چلیں، مجھے کیا انکار ہو سکتا تھا؟ حاجی ابوبکر صاحب گاڑی چلا رہے تھے، پہلے حضرت پیر مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر حاضری دی، پھر حضرت میراں حسین زنجانی کے مزار پر حاضری کے لئے روانہ ہوئے، دوموریہ پل کے پاس پہنچے تو بارشوں کی وجہ سے جل تھل کا سماں تھا، گاڑی وہیں چھوڑی اور تانگے پر سوار ہو کر حضرت میراں حسین زنجانی کے مزار پر پہنچے، مغرب کی نماز ادا کی، واپسی پر ڈیفنس کی ایک کوٹھی پر لے گئے جہاں کھانا بھی کھایا اور حضرت شارح بخاری سے گھڑی کے چین کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی، حضرت سٹیل کے چین کو جائز قرار دیتے ہیں، رات گئے واپسی ہوئی۔

۳۱، اگست کو راقم الحروف کراچی میں حضرت سید محمد شاہ دولھا بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ کھارادر، کراچی کے عرس میں شریک ہوا، رات کے بارہ بجے راقم بعنوان، کرامات اولیاء اور بعد از وصال استمداد، مقالہ پیش کر رہا تھا کہ حضرت شارح بخاری، لاہور سے فیصل آباد اور ملتان ہوتے ہوئے کراچی تشریف لائے اور اسی وقت عرس کی محفل میں پہنچ گئے، راقم کے بعد حضرت نے پر مغز خطاب فرمایا اور ابتداء میں چند کلمات راقم کے بارے میں فرمائے، اگر چہ راقم اپنے آپ کو ان کا اہل نہیں سمجھتا، تاہم حضرت کے اخلاق کریمانہ اور اصاغر نوازی کی جھلک دکھانے لئے ذیل میں نقل کر رہا ہوں، حضرت نے فرمایا:

مجھ سے پہلے رئیس القلم مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری تقریر کر رہے تھے، وہ تقریر کے بھی بادشاہ ہیں، تحریر کے بھی بادشاہ ہیں، تدریس کے بھی بادشاہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو روحانیت کے بھی بادشاہ ہوں گے۔ (او کما قال)

ایسے کلمات اپنے سے کم درجہ شخص کے لئے وہی کہہ سکتا ہے جس کے سینے میں سمندر کی وسعت ہو۔

راقم مقالہ پڑھ کر اپنی قیام گاہ پر چلا گیا، رات ڈیڑھ بجے کا وقت ہو گا کہ حضرت شارح نجاری نے ٹیلیفون کے ذریعے حکم دیا کہ میری قیام گاہ پر آجاؤ، چنانچہ راقم رات کے دو بجے ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور رات وہیں گزاری۔

۱۹۹۸ء میں راقم انڈیا گیا تو ممبئی، دہلی، بریلی شریف سے ہوتا ہوا ۱۱، نومبر کو ٹرین (کاشی ایکسپریس) کے ذریعے چھ بجے صبح بنارس پہنچا، سربراہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور، عزیز ملت حضرت مولانا عبدالحفیظ مدظلہ العالی کے ہونہار صاحبزادے مولانا نعیم الدین اور مولانا نفیس احمد استقبال کے لئے اسٹیشن پر موجود تھے، یہ حضرات اس فقیر کو لے کر گاڑی پر روانہ ہوئے نو بجے صبح الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور پہنچے۔ (باقی آئندہ)

کتبِ نــو

نئی کتب کے تعارف کی اشاعت کیلئے دو نسخے آنا لازمی ہیں

(سید محمد خالد قادری)

"اسلام"

تحریر...... اقبال احمد اختر القادری

صفحات...... 16 ہدیہ......=/7 روپیہ

ناشر...... اسلامک ایجوکیشن ٹرسٹ 2-B-5، نارتھ کراچی

"امام احمد رضا اور علماء بلوچستان"

تحریر...... ڈاکٹر مجید اللہ قادری

صفحات...... 64 ہدیہ......=/10 روپیہ (ڈاک ٹکٹ)

ناشر......بزم عاشقان مصطفیٰ مکان نمبر 25، گلی نمبر 32، فلیمنگ روڈ، لاہور۔

"تقلید (سندھی)"

تحریر...... پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ترجمہ...... پروفیسر پیر نثار احمد جان سرہندی

صفحات...... 20 ہدیہ......=/10 روپیہ

ناشر...... شرکت اسلامیہ مسلم پیکری حمید پورہ کالونی میرپور خاص

"خواجہ غریب نواز"

تحریر...... پروفیسر فیاض خان کاوش

صفحات...... 24، ہدیہ......=/10 روپیہ

ناشر...... شرکت اسلامیہ، میرپور خاص

"خوب و ناخوب، (فارسی)"

مؤلف...... پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ترجمہ...... محمد ذاکر اللہ نقشبندی افغانی

صفحات...... 32، ہدیہ......درج نہیں

ناشر...... ادارۂ مسعودیہ، ۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد۔ کراچی

"دودھ کے رشتے"

(الجلی الحسن فی حرمتہ ولد اخی اللبن)

مصنف...... امام احمد رضا محدث بریلوی

صفحات...... 40 ہدیہ...... 15روپیہ

ناشر...... اداۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

"التقليد" (عربی)

تحریر...... ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ترجمہ...... ذاکر اللہ مجددی افغانی

صفحات...... 16 (آفسٹ پیپر) ہدیہ......درج نہیں

ناشر...... ادارۂ مسعودیہ، کراچی

"بے عمل پیر و جاھل مرید"

تحریر...... علامہ فیض احمد اویسی رضوی

صفحات...... 36، ہدیہ......درج نہیں

ناشر...... قطب مدینہ پبلیشرز، کھارادر کراچی

"امام احمد رضا اور علماء ڈیرہ غازی خان"

تحریر...... ڈاکٹر مجید اللہ قادری

صفحات...... 96، ہدیہ......=/20

ناشر...... رضا اسلامک سینٹر بلاک نمبر 6-ڈیرہ غازی خان

"شان غوث اعظم"

تصنیف...... علامہ احجر عسقلانی ترجمہ...... علامہ رسول بخش سعیدی

صفحات...... 56، ہدیہ......=/12 ڈاک ٹکٹ

ناشر...... صفۃ اکیڈمی، مدینہ مارکیٹ، دبئی چوک صدر لاہور کینٹ

دور و نزدیک سے

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، (مدینہ طیبہ)

چندروز ہوئے مدینہ منورہ نے مجھے پھر اپنے دامنِ رحمت میں جگہ دی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت بخشی ہے۔ دور دور تک اہل محبت کی صفیں دکھائی دیتی ہیں۔ ہر طرف درود و سلام کے اوراد کھائی دے رہے ہیں۔ اور ان صفوں میں اہل دل کے چمکتے دمکتے چہرے درخشاں ہیں۔ میری یادوں میں جب آپ آئے تو میں نے محسوس کیا کہ آپ کا روشن چہرہ بھی بارگاہِ رسول ﷺ کے حاضرین میں چمک رہا ہے۔ آپ کا سلام عرض کیا۔ دعاؤں میں شریک کیا اور یوں سمجھا کہ آپ میرے ساتھ بیٹھے ہیں۔

محمد رب نواز (زرعی یونیورسٹی، پشاور)

۲۱ ویں صدی کے استقبال کیلئے ماہنامہ "معارف رضا" کا اجراء عوام اہل سنت کیلئے تو یہ باعث مسرت ہے یقیناً یہ رسالہ خواب خرگوش میں پڑے رہنے والوں کو جگائے گا اور جاگتوں کا جذبہ دوبالا کردے گا۔

قدرت اللہ بیگ (میرپور خاص)

"معارف رضا" کا چمکتا دمکتا بہار آفرین پہلا شمارہ نظر نواز ہوا۔ مضامین کا انتخاب مناسب ہے، تفسیر القرآن انفرادیت کا حامل سلسلہ ہے جو جاری رہنا چاہیے۔

محمد عبداللہ قادری (واہ کینٹ)

"معارف رضا" ماہنامہ کی شکل میں دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی کہ اب انشاء اللہ "معارف رضا" کے ذریعہ اعلیٰ حضرت کے بہت سے معارف قارئین کے سامنے آئیں گے، آپ کے ماہنامہ کو پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب جیسی صاحب علم و تحقیق شخصیت کی سرپرستی حاصل ہے تو جلد خوب کام دکھائے گا تحقیقی کام پر ڈاکٹر مجید اللہ قادری اور اقبال احمد اختر القادری صاحب بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

مولانا محمد ذاکر اللہ درانی الکوزئی

﴿معین وزارۃ الشہداء والمعتلین، (سابقاً) افغانستان﴾

چند برس پہلے بعض احباب کے ساتھ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، جانے کا شرف حاصل ہوا اس عظیم الشان سر سبز باغ رضویت کو دیکھ کر نہایت مسرور ہوا جبکہ نگاہ غنچہ باغ رضویت "معارف رضا" پر پڑی فرحت واجب المدحت میں اور اضافہ ہوا اور یقین کیا کہ الحمد للہ آج بھی وہ شخصیات موجود ہیں جو کہ تذکار الصالحین کیلئے زندگیاں وقف کر رہی ہیں فقیر نے کما حقہ اللہ جل جلالہ کا شکر ادا کیا تھا کہ اللہ جل جلالہ نے دوسری نعمت دی اور یہ سالانہ "معارف رضا" ماہنامہ ہوا (الحمد للہ علیٰ ذلک) مخدوم اہل سنت حضرت مولانا السید وجاہت رسول قادری صاحب کو مصر و ہند کے کامیاب سفر میں سرفرازی و سرخروی حاصل کرنے پر مبارکباد پیش کرنے کے بعد یقین دہانی کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ ممتاز مصری محقق جناب حازم محفوظ اور دیگر محققین جو کہ اعلیٰ حضرت کی ہمہ گیر شخصیت کے علمی کارناموں کی تحقیق میں مصروف ہیں ان کے مضامین تدریج کیساتھ لسان عربی مبین سے اردو زبان میں نذر قارئین کرتا ہوں رہوں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

علامہ نسیم احمد صدیقی، (جماعت اہل سنت، کراچی)

"معارف رضا" اپنی طرز و نوعیت کا اچھوتا رسالہ ہے۔ اداریہ "اپنی بات" کے عنوان سے اچھا ہے "تفسیر القرآن فی آیات الاحکام" میں مستقل کالم کے طور پر امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے تفسیری نکات شائع ہوتے رہیں تو خواص و عوام سب ہی استفادہ کرینگے۔ "معانقہ عید" پر مولانا سرفراز احمد اختر القادری کا علمی مضمون بہت عمدہ ہے۔ ماہر رضویات مخدوم و محترم ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا مضمون اختصاراً کیا تھا مگر نہایت جامع ہے۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا مضمون "پانی کی رنگت" سے متعلق تحقیقی اور علمی ہے۔ محبی اقبال احمد اختر القادری صاحب کا مضمون "وجود آسمان" اور "تشریح افلاک" خاصے کی چیز ہے۔ پروفیسر احمد یوسف اینڈریوز کے شائع شدہ شائع مضمون میں "برطانوی نو مسلموں" کے حوالے سے دعوتِ فکر و لمحہ فکریہ ہے۔ دست بہ دعا ہوں کہ ماہنامہ "معارف رضا" روز افزوں ترقی کے مدارج طے کر کے جلد از جلد بام عروج پر پہنچے۔

تحفظِ ناموسِ رسالت اور غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شیرازہ بندی کیلئے
جامعہ قاسم باغ ملتان میں یکم تا دو اپریل ۲۰۰۰ء کو ہونے والی
دوروزہ
انٹرنیشنل
سُنّی کانفرنس
کا خیر مقدم کرتے ہوئے تمام غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے
اس میں شرکت کی اپیل کرتے ہیں
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، پاکستان (کراچی - اسلام آباد)